عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۷ | ۲۰ تا ۲۶ ذوالحجہ ۱۴۳۹ھ مطابق یکم تا ۷ ستمبر ۲۰۱۸ء | شمارہ ۳۳

قومی اسمبلی کا تاریخی فیصلہ

7 ستمبر 1974ء

یومِ ختمِ نبوّت

قادیانی اقلیّت کیوں؟

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

تین طلاق کے بعد بھی ساتھ رہنا

س:......مسئلہ یہ ہے کہ میرے شوہر نے مجھے بحالت حمل تین طلاق دیں، زبانی بھی اور تحریراً بھی اور میں اپنی والدہ کے گھر چلی گئی۔ میرے شوہر ایک دارالافتاء سے فتویٰ لے کر آئے جس میں طلاق واقع نہ ہونے کے متعلق لکھا تھا، جس کی بنا پر ہم پھر ساتھ رہنے لگے اور پانچ سال گزر گئے۔ اب معلوم یہ کرنا ہے کہ میرا اور میرے شوہر کا ایک ساتھ رہنا شریعت کے اعتبار سے کیسا ہے؟ طلاق واقع ہوئی یا نہیں اور ساتھ رہنا گناہ ہے تو اس کی کیا تلافی ہے؟

ج:......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا اس پر اتفاق ہے کہ تین طلاقیں خواہ ایک لفظ میں دی گئی ہوں یا ایک مجلس میں دی گئی ہوں، وہ تین ہی شمار ہوں گی، جو لوگ اس کے خلاف فتویٰ دیتے ہیں وہ حضرت ابورکانہؓ کے واقعہ سے استدلال کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ابورکانہؓ کے واقعہ میں بڑا اختلاف ہے۔ صحیح یہ ہے کہ انہوں نے تین طلاقیں نہیں دی تھیں بلکہ طلاق البتہ دی تھی، بہر حال اس واقعہ کے علاوہ دوسری صحیح احادیث میں تین طلاق کے وقوع کی وضاحت موجود ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ اربعہؒ کا بھی اس کے وقوع پر اتفاق ہے تو پھر اس میں کسی اختلاف کی گنجائش نہیں رہ جاتی۔ اس لئے طلاق واقع نہ ہونے والا فتویٰ صحیح نہیں، جو شخص شریعت کے حلال وحرام کی پابندی کرنا چاہتا ہو اس کو اس فتویٰ پر عمل کرنا جائز نہیں۔ اب اس کی تلافی کی یہ صورت ہے کہ فوراً دونوں علیحدہ ہو جائیں اور اپنے اس فعل پر اللہ تعالیٰ کے حضور سچے دل سے توبہ واستغفار کریں۔ عدت گزارنے کے بعد عورت دوسری جگہ شادی کر سکتی ہے۔ شادی کے بعد دوسرا شوہر بھی اگر اپنی مرضی سے طلاق دے دے یا اس کا انتقال ہو جائے تو یہ اس کی بھی عدت پوری گزارے۔ عدت پوری ہونے کے بعد یہ آزاد ہوگی چاہے تو پہلے شوہر سے نکاح کرے یا کوئی دوسرے سے۔

قرض لے کر قربانی کرنا

س:......میرے پاس ایک تولہ سونا ہے اس کے علاوہ کوئی نقدی نہیں ہے تو کیا مجھے قربانی کرنا ہوگی، کیا مجھ پر قربانی واجب ہے؟ اگر واجب ہے تو کیا ادھار لے کر قربانی کر سکتے ہیں؟

ج:...... چاندی کے حساب سے ایک تولہ سونا کی قیمت نصاب (ساڑھے باون تولہ چاندی) کو پہنچتی ہے تو قربانی واجب ہوگی۔ قربانی اگر واجب ہے تو رقم قرض لے کر بھی کی جا سکتی ہے، بلکہ رقم نہ ہونے کی صورت میں قرض لے کر ہی کرنا ضروری ہے۔ ورنہ قربانی نہ کرنے کا گناہ ہوگا۔ دنیا کے دوسرے اخراجات بھی تو قرض لے کر کئے جاتے ہیں تو پھر قربانی کیوں نہیں قرض لے کر کی جا سکتی؟ یہ حکم تو اس کے جس پر قربانی واجب ہے، اگر کسی پر قربانی واجب ہی نہیں وہ اگر قرض لے کر کرے تو اس کو بھی اجر و ثواب ملے گا، اگر قرض ملنے اور پھر واپس کرنے میں سہولت ہو تو اجر کے حصول کی کوشش کرنی چاہئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

ختمِ نبوۃ

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۷ ۔ ۲۰ تا ۲۶ رذوالحجہ ۱۴۳۹ھ مطابق یکم تا ۷ رستمبر ۲۰۱۸ء ۔ شمارہ: ۳۳

اس شمارے میں!

۷ رستمبر ... یوم ختم نبوت	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
.... مسلمانوں کی عظیم فتح	۸	مولانا نعیم امجد سلیمی
آب زم زم	۱۲	ڈاکٹر سید سعد غزنوی
مولانا شجاع آبادی کے تبلیغی اسفار	۱۵	ادارہ
قادیانی اقلیت کیوں؟	۱۸	مشتاق احمد قریشی
۷ رستمبر ۱۹۷۴ء ... قومی اسمبلی کا تاریخی فیصلہ	۲۲	آغا شورش کاشمیریؒ

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیرِ اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیرِ اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۷۸۳۴۸۶-۰۶۱
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری ۔ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ۔ طابع: سید شاہد حسین ۔ مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

سحبان الہند حضرت
مولانا احمد سعید دہلوی

تواضع، تکبر، ظلم اور صلہ رحمی

حدیث قدسی ۱۵: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ فرماتا ہے، رشتہ ناتہ والوں کے ساتھ میل جول رکھا کرو، یہ چیز دنیا میں تم کو مضبوط کرنے والی اور آخرت میں تمہارے لئے بہتر ہے۔ (عبد بن حمید)

حدیث قدسی ۱۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے جس چیز کا امر کیا تھا اور جس چیز کا تم سے عہد لیا تھا، اس کو تم نے ضائع کر دیا اور تم نے اپنے نسبوں کو بلند کیا، آج میں اپنے نسب کو بلند کروں گا اور تمہارے نسبوں کو پست کردوں گا۔ متقی اور پرہیزگار لوگ کہاں ہیں؟ بے شک اللہ کے نزدیک وہی شریف ہے جو تم میں سے پرہیز گار ہے۔ (بیہقی)

حدیث قدسی ۱۷: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب کسی بندے پر ظلم کیا جاتا ہے اور وہ بدلہ لینے کی طاقت نہیں رکھتا اور نہ کوئی شخص اس مظلوم کا مددگار ہوتا ہے اور وہ آسمان کی طرف منہ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے بندے! میں حاضر ہوں اور میں تیری مدد کروں گا، یہ مدد جلدی ہو یا کسی قدر تاخیر سے ہو۔ (دیلمی)

امت محمدیہ علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام کا ثواب

حدیث قدسی: حضرت اُم درداء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میں نے ابودرداءؓ سے سنا ہے وہ کہتے تھے: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ نے حضرت عیسیٰؑ سے فرمایا: میں تمہارے بعد ایک ایسی امت پیدا کرنے والا ہوں کہ جب اس کو وہ بات حاصل ہو جس کو وہ پسند کرتی ہو تو وہ اللہ کی حمد وثنا بیان کرے گی اور جب اس کو کوئی ایسی چیز پہنچے گی جس کو وہ ناپسند کرتی ہے تو اس پر ثواب کی امید رکھے گی اور صبر کرے گی اور حال یہ ہے کہ ان کو عقل اور علم یعنی بردباری نہ ہوگی، پس حضرت عیسیٰؑ نے عرض کیا: الٰہی یہ کیونکر ہوگا؟ جب ان کو عقل اور تحمل نہ ہوگا، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں ان کو اپنے علم وحلم سے حصہ دوں گا۔ (بیہقی)

جماعت کی نماز

س:...... شریعت نے کن کن نمازوں کو جماعت سے ادا کرنے کی تعلیم دی ہے؟

ج:...... روزانہ کی پنج وقتہ نمازوں کی فرض رکعتیں، جمعہ کے دن جمعہ کے دو فرائض، رمضان المبارک میں وتر کی جماعت، دونوں عیدوں کی با جماعت نمازوں، نماز جنازہ، نماز استسقاء، چاند گرہن اور سورج گرہن اور نماز تراویح کی احناف کے نزدیک جماعت کی نمازوں کی اجازت دی گئی ہے۔ بقیہ سنن اور نوافل اور رمضان المبارک کے علاوہ وتر کی جماعت کی اجازت احناف کے نزدیک نہیں ہے۔

س:...... ثواب کے اعتبار سے اکیلے نماز پڑھنے اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں کیا فرق ہے؟

ج:...... اکیلے نماز پڑھنے سے ایک نماز کا ثواب ایک ہی نماز کا ہوگا اور جماعت کی نماز پڑھنے سے ایک روایت کے مطابق ستائیس نمازوں کا ثواب ملے گا۔ ایک اور روایت کے مطابق جو نماز گھر میں یا بازار میں پڑھ لی ہو، اس کے مقابلے میں وہ نماز جو جماعت سے پڑھی گئی ہو، پچیس درجہ المضاعف ہوتی ہے۔ محدثین نے اس کی تشریح کرتے ہوئے یہ بات لکھی ہے کہ جماعت کی نماز کا ثواب پچیس مرتبہ تک ڈبل ہوتا چلا جاتا ہے اور ان کی اس تشریح کے مطابق اس ایک با جماعت نماز کا ثواب تین کروڑ پینتیس لاکھ چون ہزار چار سو بتیس درجے بن جاتا ہے۔ نیز جب نماز کی نیت سے گھر سے وضو کر کے مسجد کی طرف کوئی جاتا ہے تو اس کے ہر ہر قدم پر ایک نیکی کا اضافہ اور ایک خطا کی معافی ہوتی چلی جاتی ہے۔

س:...... کیا نبی اکرم ﷺ نے جماعت کی نماز کی طرف اس کی اہمیت دلاتے ہوئے کسی خاص انداز میں بھی تلقین عنایت فرمائی ہے؟

ج:...... جی ہاں! نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ دو آدمیوں کی جماعت کی نماز کہ ایک امام ہو اور ایک مقتدی اللہ کے نزدیک چار آدمیوں کی علیحدہ علیحدہ سے زیادہ پسندیدہ ہے، اسی طرح آٹھ آدمیوں کی نماز سو آدمیوں کی علیحدہ نماز سے بڑھی ہوئی ہے۔

حضرت مولانا مفتی
محمد نعیم دامت برکاتہم

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

۷؍ستمبر.... یومِ ختمِ نبوت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

قرآن کریم، سنت نبویہ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اجماع سے یہ بات سورج کی روشنی سے زیادہ واضح اور روشن ہوچکی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں، آپ پر نازل ہونے والی وحی، آخری وحی، آپ کی امت، آخری امت ہے۔ آپ کی صحبت میں بیٹھنے والوں کو صحابہ کرامؓ، آپ کے گھرانے کو اہل بیت عظام، آپ کی ازواج کو امہات المومنین جیسے پاکیزہ اور مبارک لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ سوا چودہ سو سال سے امت مسلمہ میں یہی عقیدہ متواتر اور متوارث چلا آرہا ہے۔

تقریباً ایک صدی بیشتر برطانوی استعمار نے اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے امت مسلمہ کے اس متفقہ اور اجماعی عقیدے کے خلاف محاذ کھولا، اپنی دولت وحفاظت کی چھتری کے نیچے قادیان کے ایک شہری مرزا غلام احمد قادیانی کو ''منصب نبوت'' پر فائز کیا، جس نے اسلام کے متوازی ایک نیا دین بنایا۔ نبوت محمدیہ کے مقابل ایک نئی نبوت، قرآن کریم کے متوازی نئی وحی، اسلامی شعائر کے متوازی قادیانی شعائر، امت محمدیہ کے متوازی نئی امت، مسلمانوں کے مکہ مکرمہ کے مقابلے میں نیا مکۃ المسیح، مدینہ منورہ کے مقابلے میں مدینۃ المسیح، اسلامی حج کے مقابلے میں ظلی حج، اسلامی خلافت کے مقابلے میں قادیانی خلافت، امہات المومنین کے مقابلے میں قادیانی ام المومنین، صحابہ کرامؓ کے مقابلے میں قادیانی صحابہ کے القاب ونام تجویز کئے۔ اس بات کی تصدیق، اسلام اور قادیانیت کا خلاصہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بڑے بیٹے اور قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ مرزا محمود احمد قادیانی نے ان الفاظ میں پیش کیا ہے:

۱:..''حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا غلام احمد قادیانی) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں، آپ نے فرمایا کہ یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح اور چند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ان (مسلمانوں) سے اختلاف ہے۔''

(خطبہ جمعہ میاں محمود خلیفہ قادیان، مندرجہ الفضل، ۳۰؍جولائی ۱۹۳۸ء)

۲:..اس طرح مرزا قادیانی کی اس نئی نبوت اور نئے دین کو نہ ماننے والے مسلمان کافر اور جہنمی قرار پائے، چنانچہ مرزا قادیانی کا الہام ہے:

''جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔''

(اشتہار معیار الاخیار، مندرجہ تبلیغ رسالت، ج:۹، ص:۲۷)

۳:..مرزا غلام احمد قادیانی کے بڑے لڑکے مرزا محمود احمد صاحب لکھتے ہیں:

''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔''

(آئینہ صداقت، ص:۳۵)

قادیانیوں کی ان ہفوات، بے ہودہ گوئیوں اور ان کے اسلام دشمنی کے اس گھٹیا کردار کو دیکھتے ہوئے علامہ اقبال مرحوم نے اس وقت کی حکومت سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ قانونی طور پر قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ اقلیت تسلیم کرے۔ ظاہر ہے انگریز نے جب خود اس پودے کو کاشت کیا تو وہ کیسے اس کو اکھاڑ سکتا تھا۔ اس نے یہ مطالبہ نہ ماننا تھا اور نہ مانا۔ انگریز کے دور اقتدار میں قادیانی اپنے آپ کو مسلمان باور کراکر ہمیشہ مسلمانوں کی جاسوسی کرتے رہے، جو آج تک کررہے ہیں۔

قیام پاکستان کے بعد ملکی حالات کمزور دیکھ کر قادیانیوں نے ایک بار پھر اپنی سرگرمیاں تیز کردیں اور سرتوڑ کوششیں کیں کہ کسی طرح پورا پاکستان نہ سہی کم از کم تھوڑی آبادی والا صوبہ، صوبہ بلوچستان کو قادیانی اسٹیٹ بنادیا جائے۔ ان کی خلاف اسلام ان کارروائیوں کو روکنے اور علامہ اقبال مرحوم کے مطالبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت چلائی گئی، جس کو جبر وتشدد اور فوجی طاقت سے بظاہر کچل دیا گیا، لیکن اس تحریک نے علمائے امت کی قیادت میں ہر مسلمان کے دل میں ایمانی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور غلامی کا ایٹم بم فٹ کردیا، جس کا نتیجہ تھا کہ ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کی اپنی شرارت اور غنڈہ گردی کے نتیجے میں جب تحریک چلی تو خیبر سے کراچی اور لاہور سے کوئٹہ تک تمام مسلمان اپنے اتحاد، اتفاق اور ایک ہی مطالبہ کی بنا پر یک جان اور ’’بنیانٌ مرصوص‘‘ کی مثال پیش کررہے تھے۔

۱:... مسلمانوں کی قیادت کی طرف سے مطالبہ تھا کہ تمام قادیانیوں (لاہوری گروپ ہو یا ربوی) کو غیرمسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

۲:... پاکستان اسلامی ملک ہے۔ قادیانیوں کو اس ملک کے کلیدی عہدوں اور مناصب سے ہٹایا جائے۔

۳:... قادیانیوں کو ان کی خلاف اسلام سرگرمیوں سے روکا جائے اور اس کے سدباب کے لئے قانون بنایا جائے۔

تحریک ۱۹۷۴ء کی مختصر روئیداد یہ تھی کہ ملتان نشتر میڈیکل کالج کے طلبا میں انتخابات ہوئے، جس میں ایک طرف مسلمان طلبا اور دوسری طرف قادیانی طلبا تھے۔ مسلمان طلبا کو کامیابی ملی ’’ختم نبوت زندہ باد‘‘ کے نعروں سے تمام مسلمان طلبا سرشار تھے۔ اسی نشتر کالج کے طلبا جب سیر وسیاحت کے لئے ٹرین کے ذریعے پشاور جارہے تھے تو چناب نگر اسٹیشن پر جب ٹرین رکی تو قادیانیوں نے اپنا لٹریچر تقسیم کیا جس پر طلبا مشتعل ہوگئے ان طلبا نے ’’ختم نبوت زندہ باد‘‘ کے نعرے لگائے، قادیانیوں کو غصہ آیا اور انہوں نے واپسی پر ۲۹؍مئی ۱۹۷۴ء کو چناب نگر اسٹیشن پر ان طلبا پر حملہ بول دیا، ڈنڈوں، سریوں سے مسلح قادیانی جتھے نے خوب اپنا غصہ نکالا، ان طلبا کو شدید زخمی کیا، کئی ایک طلبا بے ہوش ہوگئے، مسلمانوں کو اس کا علم ہوا تو پورے ملک میں قادیانیت کے خلاف نفرت اور غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی۔ حکومت نے بروقت صحیح قدم نہیں اٹھایا، بلکہ ۱۹۵۳ء کی طرح اس تحریک کو بھی کچلنا چاہا۔

۳؍جون ۱۹۷۴ء کو تمام مسالک کے علماء کرام کا ایک نمائندہ اجتماع راولپنڈی میں منعقد ہوا، حکومت نے اسے ناکام بنانے کی اپنے تئیں پوری کوششیں کیں لیکن اسے ناکامی ہوئی۔ ۹؍جون ۱۹۷۴ء کو لاہور میں اجتماع ہوا اور اس میں طے کیا:

’’ہمارا یہ اجتماع اس وقت صرف ایک دینی عقیدہ کی حفاظت کے لئے ہے۔ یہ اجتماع ’’ختم نبوت‘‘ کے مسئلہ پر ہے۔ اس کا دائرہ آخر تک محض دینی رہے گا۔ سیاسی آمیزشوں سے اس کا دامن پاک رہنا چاہئے جو سیاسی حضرات اس میں شامل ہیں ان کا مطمح نظر دین ہی ہوگا اور حزب اقتدار و حزب اختلاف کی کشمکش سے بالاتر ہوگا۔ ختم نبوت کی تحریک کا طریق کار نہایت پُرامن ہوگا اور اسے تشدد سے کوئی سروکار نہ ہوگا، اگر کوئی مزاحمت ہوئی یا تکلیف پیش آئی تو دین کے لئے اس کو برداشت کرنا ہوگا اور صبر کرنا ہوگا۔ مظلوم بن کر رہنا ہوگا اور ہمارے مدمقابل صرف مرزائی امت ہوگی۔ ہم حکومت کو ہدف بنانا نہیں چاہتے، اگر حکومت نے ان کی حفاظت یا ان کی حمایت میں کوئی غلط قدم اٹھایا تو اس وقت مجلس عمل کوئی مناسب فیصلہ کرے گی۔ ابھی قبل از وقت کچھ کہنا درست نہیں۔‘‘ (ماہنامہ بینات کراچی، رمضان، شوال ۱۳۹۴ھ)

اسی اجتماع میں طے ہوا کہ ۱۴؍جون ۱۹۷۴ء کو ملک میں مکمل ہڑتال ہوگی اور مرزائی امت کے مکمل بائیکاٹ کا فیصلہ کیا گیا۔

۱۳؍جون ۱۹۷۴ء کو وزیر اعظم مسٹر بھٹو نے ریڈیو پر تقریر کی، لیکن اس تقریر میں حادثہ ربوہ پر کوئی ایک حرف نہیں کہا، ختم نبوت پر ایمان جتاتے ہوئے کہا کہ یہ نوے سال پرانا مسئلہ ہے اتنی جلدی کیسے حل ہوگا؟

۱۶؍جون کو مجلس عمل کا اجلاس ہوا، اس میں وزیر اعظم کی تقریر پر غور وخوض کیا گیا اور طے کیا گیا کہ تحریک کو ہر ممکن پُرامن رکھنے کی کوشش کی جائے۔ قادیانیوں کا بائیکاٹ جاری رکھا جائے اور تحریک کو سول نافرمانی سے بہرصورت بچایا جائے۔ علماء کرام نے پورے ملک کے دورے کئے، حکومت نے دفعہ ۱۴۴ نافذ کردی، اس تحریک کے قائد اور میر کارواں محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری قدس سرہ تھے۔ ۲۰؍جولائی ۱۹۷۴ء کو ملک بھر کے اخبارات میں حضرت بنوریؒ کو بدنام کرنے کے لئے حکومتی اشاروں پر اشتہارات چھپنا شروع ہوگئے۔ حضرت نے اس کی طرف کوئی التفات نہیں فرمایا، اپنی پوری توجہ تحریک کو مؤثر اور کامیاب بنانے پر مرکوز رکھی۔ ۳۱؍جولائی ۱۹۷۴ء کو وزیر اعظم نے مستونگ (بلوچستان) میں اعلان کیا کہ قادیانی مسئلہ کے فیصلے کی تاریخ کا اعلان کردیا جائے گا،

چنانچہ فیصلے کے لئے ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کی تاریخ کا اعلان ہوا۔

قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے قادیانی مسئلہ پر غور کرنے کے لئے دو ماہ میں اٹھائیس اجلاس کئے اور چھیانوے گھنٹے نشستیں کیں۔ مسلمانوں کی طرف سے ''ملت اسلامیہ کا موقف'' نامی کتاب پیش کی گئی، قادیانیوں اور لاہوری گروپ کے نمائندوں نے اپنے اپنے موقف پر مبنی کتابچے پیش کئے۔ ربوہ جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد پر گیارہ دن تک بیالیس گھنٹے اور لاہوری پارٹی کے سربراہ مرزا صدرالدین پر سات گھنٹے جرح ہوئی، یوں یہ مسئلہ پوری قومی اسمبلی کے اراکین کے اتفاق سے حل ہوا اور قادیانیوں کو ان کے دیئے گئے اپنے بیانات کی روشنی اور ان پر کی گئی جرح کے نتیجے میں (خواہ لاہوری گروپ ہو یا ربوی) غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ الحمدللہ، ثم الحمدللہ! اور اب چالیس سال بعد قومی اسمبلی کی تمام تر کارروائی الحمدللہ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے چھاپ کر تمام مسلمانوں کی طرف سے فرض کفایہ ادا کر دیا ہے جسے ہر مسلمان کو پڑھنا ضروری ہے بلکہ تمام قادیانی بھی ایک بار اس کو ضرور پڑھ لیں تاکہ انہیں بھی تمام حقائق سے آگاہی ہو۔

اب ضرورت اس بات کی ہے کہ پاکستان کی پارلیمنٹ کے اس فیصلے کو تقریباً چالیس سال کا عرصہ گزر گیا اور نئی نسل جوان ہو کر ادھیڑ عمر کو پہنچ گئی ہے اور اسکے بعد کی نسل کو اس مسئلہ کی اصل حقیقت، وجوہات، اسباب، قادیانیوں کے عقائد، ان کا دجل وفریب اور ان کی سازشوں کا علم نہیں، انہیں مثبت، حکمت، دانائی سے بھرپور علمی اور تبلیغی انداز میں یہ سب بتانے کی ضرورت ہے بلکہ اس سے بڑھ کر قادیانیوں کی نئی نسل کو بھی اس بارہ میں آگاہ کرنا ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے تاکہ کل بروز قیامت یہ نہ کہہ سکیں کہ ہمیں تو کسی نے اصل عقائد سے روشناس ہی نہیں کرایا تھا تو ہمارے پاس اس کا کیا جواب ہوگا؟ اس لئے تمام مسلمان بالخصوص علماء کرام اور مساجد کے ائمہ اور خطباء عظام کی بہت بڑی ذمہ داری بنتی ہے کہ مسلم عوام کو عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت، ضرورت کے بارہ میں آگاہ کریں۔ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے بارہ میں بیدار کریں اور قادیانیوں کے فتنے سے ان کو روشناس کریں، اسی لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگوں نے علماء کرام کے لئے ایک خط مرتب کیا ہے جسے یہاں نقل کیا جاتا ہے:

محترمی ومکرمی جناب حضرت مولانا .... زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے آپ عافیت سے ہوں گے۔

دین اسلام اللہ رب العزت کا آخری دین ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے، یہی دین کامل، مکمل اور قابل نجات دین ہے۔ دور حاضر فتنوں کا دور ہے، ملک عزیز فتنوں کی آماج گاہ بنا ہوا ہے، آئے روز کوئی نہ کوئی نیا فتنہ یہاں رونما ہوتا رہتا ہے۔ ان فتنوں میں سے ایک سنگین ترین فتنہ فتنۂ قادیانیت ہے، جس سے آنجناب بخوبی واقف ہیں، اس فتنہ کے استیصال کے لئے اکابر علماء کرام اور عوام الناس کی بے مثال قربانیوں سے بھی آپ یقیناً واقف ہوں گے۔ فتنۂ قادیانیت کے دجل، فریب اور مذموم سازشوں سے مسلمانوں کو بچانے کے لئے ملک عزیز میں تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں دس ہزار نوجوانوں نے جام شہادت نوش کیا۔ ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈیننس نافذ ہوا، جس سے فتنۂ قادیانیت کی کمر ٹوٹی اور اسلام کو فتح نصیب ہوئی۔ الحمدللہ!

اس سلسلہ میں آنجناب سے درخواست ہے کہ ۷؍ستمبر کے عظیم دن کے حوالہ سے بروز جمعہ کو ''تحریک ختم نبوت، تاریخ کے آئینہ میں'' کے عنوان پر جمعہ کا خطبہ ارشاد فرمائیں تاکہ نئی نسل عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگاہ ہو اور فتنہ قادیانیت اور مرزائیت کی سنگینی سے آشنا ہو، امید ہے آپ ضرور بالضرور اس عنوان پر تفصیلی روشنی ڈالیں گے۔

والسلام

شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر	مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد	مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت	نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت	نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

فتنۂ قادیانیت کے خلاف

مسلمانوں کی عظیم فتح

مولانا نعیم امجد سلیمی

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور بعثت نبوت و رسالت کے ساتھ باب نبوت کو بند فرمادیا۔ اسی لئے قرآن کریم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ’’خاتم النبیین‘‘ کا لقب عطا کیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

’’محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور آخری نبی (خاتم النبیین) ہیں۔‘‘

آخری نبی (خاتم النبیین) کی تفسیر میں تاویل کی گنجائش کے امکان کے سدباب کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’میری مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک عمارت تعمیر کی گئی مگر اس کی ایک اینٹ چھوڑ دی گئی' جو بھی اس عمارت کو دیکھتا ہے تو تعجب کرتا ہے کہ اس اینٹ کو کیوں چھوڑ دیا گیا؟ اگر اس اینٹ کو رکھ دیا جاتا تو اس عمارت کی تکمیل ہوجاتی' پس میں انبیاءؑ کرام علیہم السلام کی اس عمارت کی آخری اینٹ ہوں۔‘‘

ایک اور مرتبہ ارشاد فرمایا:

’’میرے بعد تیس کذاب و دجال پیدا ہوں گے' جو یہ دعویٰ کریں گے کہ وہ نبی ہیں' لیکن میں آخری نبی ہوں' میرے بعد کوئی نبی نہیں۔‘‘

نبی آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے کافی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد سلسلہ نبوت ختم ہوگیا۔ البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت میں آسمان سے نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے اور ان کا آنا ختم نبوت کے منافی نہیں ہوگا' کیونکہ ان کو نبوت و رسالت ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مل چکی ہے اور قرب قیامت میں ان کی تشریف آوری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک امتی کی حیثیت سے ہوگی اور وہ امت محمدیہ کو ایک بڑے دشمن' مدعی الوہیت و نبوت کانے دجال سے نجات دلائیں گے اور اس کو قتل کرکے روئے زمین کو اس کے فتنہ و فساد سے پاک کریں گے اور امن پسند لوگوں کو اس کے ظلم و ستم کا شکار ہونے سے بچائیں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ہی میں اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب دونوں نے جھوٹا دعویٰ نبوت کردیا تھا اور اپنی جھوٹی نبوت کی تبلیغ بھی شروع کردی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسود عنسی کے قتل کا حکم جاری فرمایا تھا اور حضرت فیروز دیلمیؓ کو اس کے قتل کی ذمہ داری سونپی تھی' چنانچہ انہوں نے اس کام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ہی میں پورا فرمالیا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خلافت سنبھالنے کے بعد دیگر فتنوں کے ساتھ مسیلمہ کذاب اور دیگر جھوٹے مدعیان نبوت کے فتنہ کے استیصال کا فریضہ بھی انجام دیا۔

تیرھویں صدی ہجری میں برصغیر میں اسلام کو نقصان پہنچانے کے لئے انگریز نے ایک جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کو کھڑا کیا (جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے خود اپنے بارے میں اقرار کیا ہے کہ وہ انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے) انگریزوں نے اپنے دور حکومت میں اس فتنہ کی خوب آبیاری کی اس لئے اس فتنہ کو افزائش کے لئے ہموار میدان میسر آیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۸۹۱ء میں اپنے مسیح موعود ہونے اور ۱۹۰۱ء سے اپنے باقاعدہ نبی اور رسول ہونے کا اعلان کرنا شروع کردیا۔ اپنی وفات تک وہ کسی نہ کسی انداز میں واضح طور پر اپنے آپ کو نبی کہتا رہا۔ اس نے اسی پر اکتفا نہیں بلکہ دیگر انبیاءؑ کرام علیہم السلام کی توہین کا سلسلہ بھی شروع کردیا' یہاں تک کہ نعوذ باللہ اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل قرار دینے لگا۔

یہاں مرزا غلام احمد قادیانی کے چند عقائد کو مختصراً درج کیا جاتا ہے' ورنہ اگر اس کے عقائد کو تفصیلی طور پر تحریر کیا جائے تو انسانیت بھی شرما جائے کہ اس شخص نے کس طرح انبیاءؑ کرام علیہم السلام کے دامن عصمت کو پارہ پارہ کیا اور خود اپنے آپ کو نعوذ باللہ ’’محمد رسول اللہ‘‘ قرار دینے لگا' بلکہ اس کے بعض پیروکار تو اس سے بھی آگے نکل گئے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے:

☆......’’محمد رسول اللہ والذین معه اشداء علی الکفار رحماء

بیـنهـم" اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص۴ روحانی خزائن ص۲۰۷ جلد ۱۸)

☆...... "خدا تعالیٰ کے نزدیک حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کا وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود ہے۔" (الفضل قادیان جلد۳ شمارہ نمبر ۳۷ مورخہ ۱۶/ستمبر ۱۹۱۵ء)

☆...... "مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔" (کلمۃ الفصل ص:۱۵۸)

☆...... "حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کا ذہنی ارتقاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تھا اور یہ جزوی فضیلت ہے جو حضرت مسیح موعود کو آنحضرت صلعم پر حاصل ہے۔" (ریویو مئی ۱۹۲۹ء ص ۲۶۶ اشاعت نمبر مطبوعہ لاہور)

اسی کے ساتھ ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں نے ان لوگوں کو جنہوں نے اس کو نبی، رسول، مجدد، ملہم، محدث، مہدی یا مسیح موعود ماننے سے انکار کیا ان کو برملا کافر قرار دینا شروع کردیا بلکہ فحاشی و عریانی کے تمام ریکارڈ توڑتے ہوئے ایسے تمام افراد کو طوائفوں کی اولاد اور جنگلوں کے سور تک کہنا شروع کردیا، ملاحظہ فرمایئے:

☆...... "ہر ایک شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔" (کلمۃ الفصل ص:۱۱۰)

☆...... "یہ میری کتابیں ہیں جن کو ہر مسلمان دوستی اور محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے اور میری تصدیق کرتا ہے اور ان کتابوں میں، میں نے جو معرفت کی باتیں لکھی ہیں، ان سے نفع اٹھاتا ہے مگر کنجریوں کی اولاد کہ نہیں مانتے۔"
(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد۵ ص ۵۴۷)

☆...... "دشمن ہمارے بیابانوں کے سور ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں۔" (نجم الہدیٰ، روحانی خزائن جلد۱۴ ص ۵۳)

مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد جب علمائے حرمین شریفین کو بھیجے گئے تو مکہ معظمہ کے رئیس القضاۃ شیخ عبداللہ بن حسن نے درج ذیل فتویٰ جاری کیا:

"مدعی نبوت کے کفر میں کوئی شبہ نہیں جو شخص قادیانی کے دعویٰ کی تصدیق کرے یا اس کی متابعت کرے وہ بھی مدعی نبوت کی طرح کافر ہے، اہل اسلام سے اس کا رشتہ نکاح و بیاہ صحیح نہیں۔"

اس صورتحال میں برصغیر کے معروف دینی ادارے دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث امام العصر حضرت علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ نے فتنہ قادیانیت کی بڑھتی ہوئی سرگرمیاں دیکھ کر پورے برصغیر کے نمائندہ علمائے کرام کا ایک اجلاس طلب کیا، جس میں پانچ سو علمائے کرام شریک ہوئے۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو امیر شریعت کا لقب دے کر ان کے ہاتھ پر نہ صرف خود بیعت فرمائی بلکہ اس وقت موجود تمام علمائے کرام کو بھی حکم دیا کہ وہ بھی بیعت کرکے قادیانیت کی تردید کے لئے اپنی زندگیاں وقف کردیں۔ واضح رہے کہ علمائے لدھیانہ پہلے ہی مدعی نبوت ہونے کی بنا پر مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر کا فتویٰ دے چکے تھے لیکن اس اجلاس کے بعد ردقادیانیت پر باقاعدہ کام کا آغاز ہوا۔

غرض اسلام، تحریک پاکستان اور مسلمانوں کے خلاف قادیانیوں کی مہم تیز سے تیز تر ہوتی گئی، لیکن علمائے کرام نے ہر جگہ اسے ناکام کیا۔ مرزا بشیر الدین محمود نے واضح طور پر لکھا ہے:

"ہم نے یہ بات پہلے بھی کئی بار کہی کہ ہمارے نزدیک تقسیم (پاکستان بننا) اصولی طور پر غلط ہے۔" (الفضل ۱۲/اپریل ۱۹۴۸ء)

قیام پاکستان کے بعد خیال یہ تھا کہ پاکستان چونکہ اسلام کے نام پر قائم ہوا ہے، اس لئے یہاں پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے گا، مگر پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ کے طور پر سر ظفر اللہ خان قادیانی کی نامزدگی کی وجہ سے معاملہ بگڑ گیا اور بجائے اس کے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جاتا، ان کو کافر کہنا ممنوع قرار پایا، اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ان کے ساتھیوں کو کانگریسی کہہ کر سزائیں دی جانے لگیں۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے خواجہ ناظم الدین، سردار عبدالرب نشتر اور قائد ملت لیاقت علی خان وغیرہ سے ملاقاتیں کیں، مگر کوئی شنوائی نہ ہوئی۔ اس دوران مرزا بشیر الدین محمود قادیانی کی جانب سے بعض بیانات میں اکھنڈ بھارت کی باتیں آنے لگیں اور خوشخبریاں دی جانے لگیں کہ جلد ہی قادیان ان کو دوبارہ مل جائے گا۔ ادھر مرزا بشیر الدین قادیانی نے ایم ایم احمد کی معرفت چناب نگر (ربوہ) میں ایک زمین لے کر قادیانی

اسٹیٹ بنادی اور قادیانیوں کو حکم دیا کہ وہ اپنی عسکری تنظیم بنائیں۔ ایسا لگتا تھا کہ وہ حکومت پر قبضہ کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ دوسری طرف سر ظفر اللہ خان قادیانی نے سفارت خانوں کے ذریعے قادیانیت کی تبلیغ شروع کردی اور اسلامی ممالک سے رشتہ منقطع کرنا شروع کردیا۔ مصر اور سوڈان کے تنازعہ میں اسلامی ممالک کا ساتھ نہیں دیا' جس کی وجہ سے اسلامی ممالک پاکستان کے بجائے ہندوستان کے قریب ہوگئے۔ اسی دوران ظفر اللہ خان کو بشیر الدین نے حکم دیا کہ وہ بلوچستان کو قادیانی اسٹیٹ بنانے کے لئے کام کرے۔

اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ظفر اللہ نے بلوچستان کا دورہ کیا اور خان قلات سے ملاقات کی اور اپنا مدعا بیان کیا' لیکن خان قلات سے پہلی ملاقات ہی ناکام ثابت ہوئی' جب بلوچستان میں پہلے ہی مرحلے پر ظفر اللہ کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا تو یہ منصوبہ چھوڑ کر پاکستان میں قادیانیت کی جڑیں مضبوط کرنے کی کوششیں شروع کی گئیں۔ ۱۹۵۲ء میں دو واقعات ایسے ہوئے جس کی وجہ سے قادیانیوں کے خلاف تحریک شروع ہوئی۔

(۱) خواجہ ناظم الدین نے ملک کے آئین کے لئے بنیادی اصولوں کی ایک رپورٹ تیار کی' جس میں اقلیتوں میں قادیانیوں کا اندراج نہیں کیا۔

(۲) مرزا بشیر الدین نے اعلان کیا:

''۱۹۵۲ء گزرنے سے پہلے پہلے حکومت قائم ہوگی اور تمہارے مخالفین عطاء اللہ شاہ بخاری' احتشام الحق تھانوی' مفتی محمد شفیع' ابوالاعلیٰ مودودی سے بدلہ لیا جائے گا۔''

اس دوران مرزا بشیر الدین کی ہدایت پر قادیانیوں نے سیرت کانفرنس کے عنوان سے جلسے شروع کردیئے۔ لائل پور اور سیالکوٹ میں مسلمانوں نے ان جلسوں کو کامیاب ہونے نہیں دیا اگرچہ اس سلسلے میں مجلس احرار اسلام کے ان رضا کاروں کو جیل جانا پڑا اور مقدمات بھگتنے پڑے۔ اس کے بعد کراچی کے جہانگیر پارک میں ۱۷/مئی ۱۹۵۲ء کو قادیانیوں نے جلسہ کا اعلان کیا اور وزیر خارجہ کی حیثیت سے خطاب کے لئے ظفر اللہ کا نام دیا۔ ظفر اللہ کی وجہ سے پوری حکومتی مشینری حرکت میں آگئی۔ غیر ملکی سفیروں کو مدعو کیا گیا۔ پولیس سے رضا کاروں کا کام لیا گیا۔ ظفر اللہ کی تقریر کا عنوان ''زندہ اسلام'' تجویز کیا گیا' بڑے بڑے اشتہارات چھاپے گئے' ان اشتہاروں سے کراچی میں اشتعال پھیل گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا لال حسین اختر جلسہ گاہ پہنچ گئے۔ جلسہ شروع کرنے کے لئے تلاوت کی گئی تو قادیانی قاری نے آیت غلط پڑھی' جس پر مولانا لال حسین اختر نے اسے ٹوکا۔ قادیانیوں نے حملہ شروع کردیا اور مولانا لال حسین اختر پر پل پڑے۔ مسلمان بچانے کے لئے آگئے' جلسہ ہنگامے کی نذر ہوگیا' فوری طور پر قادیانیوں نے اعلان کیا کہ کل اسی جگہ جلسہ ہوگا اور اگر کسی نے گڑبڑ کی تو اسے گولیوں سے بھون دیا جائے گا' مولانا لال حسین اختر نے بھی جلسے کا اعلان کردیا۔ وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین کو ٹیلیگرام دیئے گئے' مگر قادیانیوں کا جلسہ منسوخ نہ ہوا' ٹیلیگراموں کی وجہ سے خواجہ ناظم الدین نے نشتر صاحب کی موجودگی میں سر ظفر اللہ کو قادیانیوں کے جلسے میں شرکت سے روکنے کی کوشش کی' مگر اس نے کہا کہ وزارت سے تو استعفیٰ دے سکتا ہوں جلسہ میں شرکت سے نہیں رک سکتا۔ بہرحال سر ظفر اللہ قادیانی جلسہ کے لئے گیا' مگر مسلمانوں کی مداخلت کی وجہ سے تقریر نہ کرسکا۔ اخبارات میں وہ تقریر شائع ہوئی جس میں اس نے قادیانیت کو زندہ اسلام اور نعوذ باللہ اسلام کو مردہ اسلام قرار دیا' پورے پاکستان کے مسلمانوں میں اضطراب پھیل گیا' مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا لال حسین اختر کی کوششوں سے ۲/جون ۱۹۵۲ء کو آل پارٹیز کانفرنس کا اہتمام کیا گیا' جس کی صدارت مولانا سید سلیمان ندویؒ نے کی۔ اس کانفرنس میں مطالبہ کیا گیا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے' ظفر اللہ قادیانی کو وزارت خارجہ سے الگ کیا جائے اور کلیدی آسامیوں سے قادیانی افسران کو علیحدہ کیا جائے' اس اجلاس میں آل مسلم پارٹیز کنونشن طلب کرنے کا فیصلہ کیا گیا' جس کے انتظامات کے لئے علمائے کرام کا بورڈ تشکیل دیا گیا' اس کنونشن میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لئے مجلس عمل تحفظ ختم نبوت قائم کی گئی اور مولانا ابوالحسنات کو اس کا صدر مقرر کیا گیا۔ مجلس عمل میں تمام مذہبی اور سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کو شریک کیا گیا' اس کے تحت بڑے بڑے جلسوں میں مندرجہ بالا مطالبات کی منظوری کا مطالبہ کیا گیا۔ حکومت نے اس تحریک کو کچلنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری' مولانا ابوالحسنات' پروفیسر مودودی' مولانا عبدالستار نیازی' مولانا سید جماعت علی شاہ' قاضی احسان احمد شجاع آبادی' مولانا محمد علی جالندھری رحمہم اللہ تعالیٰ سمیت ایک لاکھ کے قریب جاں نثاران ختم نبوت گرفتار ہوئے۔ لاہور میں جزوی مارشل لاء لگا کر جنرل اعظم نے کھلے عام گولی چلوائی۔ دس ہزار سے زائد نوجوانوں' بوڑھوں' بچوں نے جان کا نذرانہ پیش کیا۔

قائدین کی گرفتاری اور زبردست ظلم کے بعد

تحریک مدہم پڑ گئی اور مجلس عمل لوگوں کی رہائی میں لگ گئی۔ بہرحال اس تحریک کے نتیجہ میں ظفر اللہ قادیانی کو وزارت سے سبکدوش کر دیا گیا۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار نہیں دیا گیا' البتہ پورے پاکستان کے مسلمانوں کے ذہن میں قادیانیت کی حقیقت واضح ہو گئی۔ اس تحریک کے دوران مجلس احرار اسلام اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام دفاتر سیل کر دیئے گئے اور سارا ریکارڈ ضبط کر لیا گیا۔

تمام کارکنوں کی رہائی کے بعد مجلس تحفظ ختم نبوت کی دوبارہ تشکیل نو ہوئی اور از سر نو تبلیغی انداز سے کام شروع کیا گیا' ایک ایک گاؤں جا کر مسلمانوں کو عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت سے آگاہ کیا گیا۔

۲۹/ اپریل ۱۹۷۳ء کو آزاد کشمیر اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد منظور کی۔

مئی ۱۹۷۴ء میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اور مولانا عبدالحکیم ممبران اسمبلی جمعیت علمائے اسلام نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی درخواست اسمبلی میں جمع کرائی جو ۲۴/ مئی کو اسپیکر نے یہ کہہ کر مسترد کر دی کہ یہ قرارداد قواعد و ضوابط پر پوری نہیں اترتی۔ اس وقت قومی اسمبلی میں مولانا مفتی محمودؒ مولانا شاہ احمد نورانی' مولانا معین الدین لکھنوی' نوابزادہ نصر اللہ خان' ولی خان' مولانا عبدالحق' مولانا غلام غوث ہزاروی' مولانا عبدالمصطفی الازہری' پروفیسر غفور اور دیگر بڑے بڑے سیاسی رہنما موجود تھے۔

مولانا مفتی محمود کی مشاورت سے مجلس عمل کی تشکیل کا اعلان کیا اور تمام سیاسی اور مذہبی جماعتوں پر مشتمل مجلس عمل تحفظ ختم نبوت قائم ہوئی۔ مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ اس کے صدر اور رفیق باجوہ جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔

اس وقت ذوالفقار علی بھٹو مرحوم وزیر اعظم اور عبدالحفیظ پیرزادہ وزیر تعلیم تھے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب حنیف رامے نے بدترین قادیانیت نوازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس تحریک کو کچلنے کے کوشش کی مگر پوری قوم سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنی ہوئی تھی' پورے ملک میں ہڑتالوں اور مظاہروں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

۱۴/ جون کو ملک بھر میں پہیہ جام ہڑتال ہوئی' ۹/ جون کو مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا اجلاس ہوا' جس میں ۱۸ مذہبی و سیاسی جماعتیں شریک ہوئیں۔ مجلس عمل کے اجلاس میں فیصلہ ہوا کہ قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد پیش کی جائے۔ حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے ۳۶ ارکان کی جانب سے قائد حزب اختلاف مفتی محمود کی ہدایت پر مولانا شاہ احمد نورانی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد ۳۰/ جون ۱۹۷۴ء کو اسمبلی میں پیش کی' پہلے بھٹو حکومت نے اس کو ٹالنے کی کوشش کی' مگر حزب اختلاف کے دباؤ اور عوامی ردعمل کے خوف سے اس کو منظور کرنے کا عندیہ دیا اور بحث کے لئے منظور کر کے قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی کا درجہ دیا اور مسلسل اجلاس کا فیصلہ کیا۔

حزب اختلاف کی طرف سے مفتی محمودؒ مولانا ظفر احمد انصاری' مولانا شاہ احمد نورانی اور دیگر ارکان نے اٹارنی جنرل یحیٰی بختیار کی وساطت سے مرزا ناصر احمد اور صدر الدین پر جرح کی۔ مرزا ناصر نے قومی اسمبلی میں واضح طور پر اعلان کیا کہ جو لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کو نہیں مانتے وہ مسلمان نہیں۔ جس سے سب پر واضح ہو گیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا اور اس کے نزدیک ایک ارب مسلمان جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی تسلیم کرتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی کو نہیں مانتے وہ مسلمان نہیں بلکہ کنجریوں کی اولاد اور جنگل کے سور ہیں۔

اس صورتحال کی وجہ سے تمام ممبران اسمبلی جو پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے فیصلہ کیا کہ اس قرارداد کے حق میں ووٹ دیں گے۔ بالآخر وزیر اعظم بھٹو نے اعلان کیا کہ ۷/ ستمبر کو اس قرارداد کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔ آخر کار ۷/ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا ترمیمی بل وفاقی وزیر عبدالحفیظ پیرزادہ نے پیش کیا' جس کو متفقہ طور پر منظور کر لیا گیا اور مسلمانوں کی ۹۰ سالہ جدوجہد کا ثمرہ ظاہر ہوا اور قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔

آج اس عظیم دن کے موقع پر ہم قائدین ختم نبوت خصوصاً امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ مولانا محمد علی جالندھریؒ مولانا محمد حیاتؒ مولانا لال حسین اخترؒ مولانا محمد یوسف بنوریؒ مولانا مفتی احمد الرحمنؒ شہید ناموس رسالت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ مولانا محمد شریف جالندھریؒ اور شہدائے ختم نبوت کی روح پر فتوح کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں کہ ان کی مساعی جمیلہ کی بدولت آج کے دن قادیانی پاکستان میں غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔ یہ دن ہمیں یاد دلاتا ہے کہ ہم ان اکابر اور شہداء کی اقتداء میں ناموس رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے ہر لحظہ اور ہر لمحہ تیار اور سربکف رہیں۔

☆☆............☆☆

آبِ زمزم

ڈاکٹر سید سعد غزنوی

یوں تو رب العزت کی نوع انسانی کے لئے تخلیق کی گئی نعمتوں کا شکر اور شمار ناممکن ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"پس اپنے رب کی کن کن احسانات کو جھٹلاؤ گے۔" (الرحمٰن)

انہیں احسانات میں ایک پانی بھی ہے، جس کے بغیر اس زمین اور اس پر بسنے والوں کی حیات ناممکن ہے۔ پانی اللہ رب کریم کی رحمت ہے اور ذریعہ عذاب بھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تعاقب میں جانے والے فرعون اور اس کی فوج کو دریائے نیل کا پانی غرق کرتا ہے تو کبھی خشک ہوجانے پر ایک خلیفہ کے خط پر چل پڑتا ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام کی ۱۸ سالہ طویل عرصہ پر محیط بیماری کے لئے رحمٰن کے حکم سے پانی ذریعۂ شفا بنا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی نافرمان قوم کو اللہ تعالیٰ نے پانی کے سیلاب میں دفن کیا۔ دنیا میں کچھ مذاہب پانی کو پوجتے بھی ہیں۔ اسلام میں اس کو پینے سے لے کر اس کے آسمان سے برسنے تک کے لئے ارشادات موجود ہیں۔

ایک پانی کو ہمارے مذہب میں خاص اہمیت حاصل ہے جو کہ کرۂ ارض پر کسی اور پانی کو حاصل نہیں۔ اس کا زمین سے پھوٹنا اللہ کی رحمت کے سوا کچھ نہیں، جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر اپنی اہلیہ اور بیٹے کو صحرا میں چھوڑا تو اپنے اس ننھے پیغمبر کی پیاس بجھانے کے لئے صفا اور مروہ نامی پہاڑیوں کے درمیان پانی کی تلاش میں دوڑتی ایک ماں کی پکار اور پیغمبر کی تپتی ہوئی ریت پر رگڑی ہوئی ایڑیوں کے بدلے اللہ رب العزت نے فیض کا چشمہ جاری فرمادیا۔ اس کے متعلق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ پر رحم فرمائے اگر وہ زمزم کے پانی کو ویسے ہی چھوڑ دیتیں یا اس کے گرد منڈیر نہ بناتیں تو زمزم ایک نہر کی صورت اختیار کرلیتا جو پورے عرب کو سیراب کرتا۔" (مسند احمد)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں پانی کو بیٹھ کر پینے کا حکم ملتا ہے، مگر زمزم وہ واحد پانی ہے جس کے متعلق آپ ﷺ نے اسے کھڑے ہوکر پینے کا حکم دیا، ممکن ہے یہ عمل اس پانی کے تقدس کے لئے کیا گیا ہو اور ایک خوبصورت دعا اس کو پیتے وقت بھی پڑھی جائے:

"اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ایک ایسے علم کا جو فائدہ دینے والا ہو اور ایسے رزق کا جو مجھے کھلے دل سے عطا کیا جائے اور مجھے تمام بیماریوں سے شفا مرحمت فرما۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ دعا پڑھی تو آپ ﷺ بیمار نہیں تھے اور نہ علم کی طرف سے آپ کو کوئی کمی تھی، لیکن آپ کا ہر فعل امت کو سکھانے کے لئے تھا۔ اس لئے آپ ﷺ نے یہ دعا پڑھی، ایک انسان اپنی زندگی میں رزق، ایسا علم جو اس کی عزت اور عقل میں اضافہ کردے اور صحت مانگتا ہے۔ یہ تینوں چیزیں آپ ﷺ نے آب زمزم پیتے وقت مانگیں ایک حدیث مبارکہ میں ارشاد ہے:

"اور اگر تم اللہ سے کسی سلسلہ میں پناہ لینے کے لئے پیو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں پناہ دے گا۔"

ایک اور جگہ ارشاد پاک ہے:

"زمزم کا پانی جس غرض سے بھی پیا جائے اس کے لئے مفید ہوگا اگر شفا کی غرض سے پیا جائے تو اللہ تمہیں شفا دے گا، اگر پیاس کے لئے پیو گے تو اللہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا کنواں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کا پیاؤ ہے۔"

اسی طرح ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا:

"زمزم کا پانی جس غرض سے بھی پیا جائے مفید ہے۔" (ابن ماجہ)

کچھ عرصہ قبل ایک شخص نے کہا کہ قرآن مجید میں یہ ذکر موجود نہیں ہے کہ زمزم باعث شفا ہے۔ ہم ایک منفرد بات کرنے کے شوق میں کچھ ایسی باتیں کر جاتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا اندیشہ رہتا ہے، اس لئے زبان نامی درندے کو اگر دانتوں کے پنجرے میں زیادہ دیر بند رکھا جائے تو زیادہ مفید ہوتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ: "شیطان

تمہاری رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔‘‘ ہمیں اس کے شر سے بچنا چاہیے۔ سستی شہرت کے لئے ایسی باتیں نہ کریں جو اپنے ہی مذہب کے لئے نقصان دہ ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی طرف سے کوئی بات نہیں فرمائی اور یہ بات قرآن مجید میں بھی موجود ہے اور آپؐ نے اس کے متعلق متعدد بار ارشاد فرمایا۔ اس کی اہمیت ان کی زندگی میں کیا تھی؟ اس کے لئے یہ حدیث موجود ہے۔

فتح مکہ کے بعد مکہ مکرمہ کے خطیب سہیل بن عمرؓ کے نام فوری تعمیل کے لئے ایک خط روانہ فرمایا: ’’میرا خط تم کو جس وقت بھی ملے گا اگر شام ہو تو صبح تک انتظار نہ کرنا اور صبح کو ملے تو شام ہونے سے پہلے مجھے زمزم کا پانی روانہ کر دینا۔‘‘ (رسالت نبویہ)

کچھ دوسرے مذاہب میں بھی مقدس پانی کا ذکر موجود ہے، ممکن ہے کہ آب زمزم سے متاثر ہو کر مذہب میں پانی کو شامل کیا گیا ہو، لیکن جب اس کا لیبارٹری معائنہ کیا گیا تو یہ کئی قسم کے جراثیم سے آلودہ نکلا، لیکن اس کے پیروکار اس کے باوجود اس کو استعمال کر رہے ہیں، جب کہ آب زمزم میں آج تک کوئی آلودگی برآمد نہیں ہوئی تو اس کے بارے میں ایسے الفاظ یقیناً کم عقلی کی علامت ہیں۔

اس شوق میں مبتلا ایک مصری ڈاکٹر نے ۱۹۷۱ء میں یورپین پریس کو خط لکھا تھا کہ آب زمزم تقریباً ۳۰۰۰ سال پرانا ہو چکا ہے اس کا پانی استعمال کے قابل نہیں رہا۔ اس سے پہلے کہ کفار اس کا فائدہ اٹھاتے، بات اس وقت کے سعودی فرمانروا شاہ فیصل مرحوم کے کانوں تک جا پہنچی۔ انہوں نے کمال فراست کا ثبوت دیا اور انہوں نے فوراً احکامات جاری کئے کہ آب زمزم کے نمونہ جات لینے کے لئے یورپ کی بہترین لیبارٹریز کے نمائندوں کو سعودی عرب بلوایا جائے، نمونہ جات باہر روانہ نہیں کئے کیونکہ خدشہ تھا کہ کوئی یہ کہہ دے کہ ارسال کردہ نمونہ جات آب زمزم کے نہیں تھے، اسی لئے ان لوگوں کو بلایا گیا، ان میں ایک شخص نے اپنی روداد بعد میں قلم بند بھی کی اس نے لکھا ہے کہ: جب میں آب زمزم کے کنویں کے پاس پہنچا تو دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ چھوٹا سا کنواں سینکڑوں سال سے روزانہ ہزاروں گیلن پانی حجاج اور روزانہ آنے والے لوگوں کے لئے مہیا کر رہا ہے۔ اس نے سب سے پہلے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ پانی کہاں سے یہاں تک پہنچتا ہے، مگر ان کو کنویں میں کوئی سوراخ یا پائپ نہ ملا، یہ بات خاکسار کو اپنے والد محترم کے ذریعہ بھی معلوم ہوئی تھی، کیونکہ میرے دادا جان حضرت مولانا اسماعیل غزنوی مرحوم سعودی فرمانروا عبدالعزیز مرحوم کے قریبی دوستوں میں سے تھے اور انہوں نے زمزم پر پانی نکالنے والا پمپ نصب کروایا تھا کہ زمزم کے نزدیکی زیادہ تر کنویں خشک ہو چکے تھے اور اس میں پانی کے ذرائع کا کوئی سوراخ نہیں ملتا۔

یہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ ہے، موجودہ پمپ تقریباً ۸۰۰۰ لیٹر فی سیکنڈ کے حساب سے پانی نکالتا ہے اور پانی کنویں میں کم نہیں ہوتا اور جب پمپ چلتا ہے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے پانی اس کی دیواروں سے نکل رہا ہو، اس شخص نے جب اس کے نمونہ جات لیبارٹری میں روانہ کئے تو اس میں کسی قسم کی آلودگی برآمد نہیں ہوئی بلکہ یہ بات معلوم ہوئی کہ اس میں کیلشیئم، میگنیشیم، نمک کی مقدار ملک میں موجود دوسرے پانی سے زیادہ ہے مگر اس کی زیادہ مقدار ڈبلیو ایچ او کے مطابق انسانی صحت کے لئے مضر نہیں ہے۔ اس کی ترتیب دیئے گئے معیار کے مطابق ہے اور اس میں موجود ان عناصر کی وجہ ہی سے پینے والوں کو تازگی اور توانائی کا احساس ہوتا ہے اور اس میں ایک عنصر فلورائیڈ موجود ہے، جس کی موجودگی میں کوئی جراثیم اس میں پرورش پا ہی نہیں سکتا۔ ان تمام لیبارٹریز نے اس کو مکمل طور پر محفوظ اور قابل استعمال قرار دیا بلکہ اس ریسرچ کی اشاعت کے بعد کئی غیر مسلم آبی ذرائع کے ماہر اس پر مزید تحقیق کے لئے آئے۔ کرۂ ارض میں کوئی پانی زمزم کے برابر نہیں، یہ بات ہم نہیں سائنس کہہ رہی ہے اور جو لوگ سمجھتے ہیں کہ زمزم میں کوئی خاص بات ہے تو ان کے پیش نظر یہ حدیث ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’ہمارے اور منافقوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ وہ آب زمزم کو خوب سیر ہو کر نہیں پیتے۔‘‘ (ابن ماجہ)

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صلح حدیبیہ کے لئے تشریف لائے تو آپؐ نے ایک شخص کو مامور کیا کہ وہ زمزم لے کر آئے اور واپسی پر آپؐ اپنے ساتھ مدینہ لے کر گئے۔ زمزم کا پانی تیزابی نہیں ہے، اس لئے معدہ میں موجود تیزابیت کو ختم کر دیتا ہے، جن لوگوں کو سینہ میں جلن ہو یا تیزابیت ہو اس کو اس پانی کے پینے سے فوراً سکون مل جاتا ہے اور ویسے بھی کیلشیم اور میگنیشیم جسم کے اندر تیزابیت کو کم کرتے ہیں۔ خالق کائنات نے اسے خوبصورت اجزاء سے

نوازا ہے جب انسان اپنے رب کے گھر میں کھڑا ہوکر اپنے گناہوں کو یاد کرکے اس سے معافی طلب کر رہا ہوتا ہے تو اس وقت میں بے چینی اور شرمندگی کے باعث تیزابیت کا ہوجانا یقینی عمل ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کا بندوبست زمزم میں کر رکھا ہے۔ (سبحان اللہ)

مکہ میں موجود دوسرے کسی کنویں کے پانی میں میگنیشیم اور زنک موجود نہیں ہے اور یہ ایک دلیل ہے کہ زمزم میں آنے والا پانی کا ذریعہ وہ نہیں ہے جو مکہ میں موجود دوسرے کنوؤں کا ہے۔

ڈاکٹر ماساوا ایمو (انچارج شعبۂ تحقیقات ہیڈ و انسٹیٹیوٹ جاپان) نے بھی زمزم پر ایک طویل ریسرچ کی ہے۔ اس نے اس کے پانی میں ایک چمکدار عنصر کی موجودگی کا بطور خاص ذکر کیا ہے۔ اس میں چمکدار عنصر کے متعلق ڈاکٹر خالد غزنوی مرحوم نے بھی تحریر کیا ہے وہ شاہ عبدالعزیز کے خاندانی معالج رہے اور ایک طویل عرصہ سعودی عرب میں مقیم رہے، ناچیز کو ان کے سایہ شفقت میں رہنے کا اعزاز حاصل رہا۔ ان کا خیال تھا کہ ممکن ہے کہ وہ چمکدار عنصر سونے کا ہو جن کے ذخائر آبِ زمزم کے راستہ میں ہوں۔ حکماء کے نزدیک چونکہ سونا ایک طاقت دینے والی دھات ہے، شاید اسی لئے اس کو پینے سے جسم میں توانائی کا احساس ہوتا ہے۔ ایک امریکی لیبارٹری نے اس میں ایسے عنصر کی نشاندہی کی ہے جو انسانی جسم کو توانائی مہیا کرتا ہے۔ آبِ زمزم کے کچھ اجزاء اور ان کا تناسب اس طرح ہے کیلشیم: 1.98، میگنیشیم: 43.7، کلورائیڈ: 3.35، سلفر: 3.70، آئرن: 0.15، کوپر: 0.12۔

کچھ تاریخ دانوں کا خیال ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو شفاء دینے والا چشمہ آبِ زمزم ہی تھا مگر ابھی تک اس کے کوئی واضح ثبوت نہیں ملے، کیونکہ یہ کنواں طویل عرصہ بند رہا اور پھر حضرت عبدالمطلب کو خواب میں حکم دیا گیا اور نشاندہی کی گئی کہ اس کو کھلوا کر صاف کریں تاکہ نوعِ انسانی کے لئے فیض کا چشمہ دوبارہ شروع ہوسکے۔ کنوؤں کے اندر آبی پودے اور کائی عام بات ہے۔ زمزم دنیا کا پہلا اور آخری کنواں ہے جس کے اندر کبھی کائی اور آبی پودے پیدا نہیں ہوئے اور اس کو کبھی دوائیوں کے ساتھ صاف نہیں کیا گیا اور اس کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کو آبِ زمزم سے غسل دیا تھا۔ غرض یہ کہ اس کنویں کا وجود اور اس کا پانی کرۂ ارض پر اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کرشمے کے سوا کچھ نہیں۔

(بشکریہ ماہنامہ الخیر ملتان، اگست ۲۰۱۸ء)

عقیدۂ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری

کراچی (ابو محمد قاضی احسان احمد) کورنگی، کراچی کا ایک گنجان آباد، زرخیز علاقہ ہے، غریب آبادکاروں کی کثرت ہے، ساتھ میں کچھ ہی فاصلے پر ابراہیم حیدری کا علاقہ سمندری حدود کو ٹچ کرتا ہے، جہاں پر کورنگی کے آبادکار مچھیرے سمندر میں اپنی روزی تلاش کرنے کے لئے ہفتہ دس دن سے زائد بھی نکل جاتے ہیں، غربت کا انجکشن بہت خطرناک ہے، اسی لئے تو نبی آخرالزماں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فقر وفاقہ اور غربت انسان کو کفر تک لے جاتی ہے۔'' قادیانی، غریب لوگوں کو اپنی ارتدادی سرگرمیوں کا خاص ہدف بناتے ہیں۔ وہاں کے غیور مسلمان، علماء کرام اور مدارس دینیہ اس کا بھرپور انداز میں دفاع کرتے ہیں اور اپنے مسلمان بھائیوں کے ایمان کا تحفظ کرتے ہیں۔ گزشتہ دنوں جامعہ انوار العلوم کورنگی ڈھائی نمبر میں ''عقیدۂ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری'' کے عنوان پر بیان کے لئے جانے کا اتفاق ہوا، الحمدللہ! جامعہ کی وسیع وعریض مسجد، مدرسہ، ہسپتال، خواتین کے لئے ٹیکنیکل اسکول، سلائی، کڑھائی وغیرہ جیسے اہم شعبہ جات کام کر رہے ہیں۔ یتیم بچوں کی معاشی، تعلیمی کفالت کا بہت عمدہ نظام قائم کیا گیا ہے۔ ہر پندرہ دن کے بعد تقریباً تین ہزار گھرانوں میں راشن کی تقسیم بہت احسن انداز میں جاری ہے، دین ودنیا کا حسین امتزاج بہت خوب سماں قائم کئے ہوئے ہے۔ نماز ظہر کے بعد بندہ عاجز نے تقریباً پون گھنٹہ ''عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور ہماری ذمہ داری'' کے عنوان پر درس دیا۔ الحمدللہ! علاقہ بھر کے مسلمان شریکِ درس ہوئے، بچوں نے بہت دلجمعی کے ساتھ درس سنا اور خوب محبت کا اظہار فرمایا۔ الحمدللہ! عوام الناس اور بالخصوص دکانداروں نے قادیانی مصنوعات خصوصاً شیزان کمپنی کی اشیاء نہ رکھنے کا عزم کیا۔ پروگرام میں مولانا حسین علی، مولانا اشرف علی، مولانا سلیمان، قاری نعیم، قاری سلطان، مولانا محمد کلیم اللہ سمیت دیگر کئی علماء کرام نے شرکت فرمائی، جبکہ نقابت کے فرائض مولانا زاہد عالم نے ادا کئے۔ پروگرام کے آخر میں شاندار ضیافت کا اہتمام کیا گیا، مدرسہ کے مدیر مولانا حسین علی نے اس بات کا اظہار کیا کہ علاقہ میں ختم نبوت کے کام کی اشد ضرورت ہے، انہوں نے اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے
تبلیغی اسفار

مولانا مفتی خالد میر، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر اور جہلم و چکوال کے مبلغ ہیں، موصوف نے راقم کو چار دن نوٹ کرائے۔

۱۶ر جولائی ظہر کی نماز کے بعد جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم میں طلبا و اساتذہ کرام سے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت کے عنوان پر بیان ہوا۔ جامعہ حنفیہ کی بنیاد حضرت الامام مولانا احمد علی لاہوریؒ کے خلیفہ مولانا قاضی عبداللطیف جہلمیؒ نے رکھی اور آپ تاحیات اس کی آبیاری فرماتے رہے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند ارجمند مولانا قاری خبیب احمد عمرؒ آپ کے جانشین اور مدرسہ کے مہتمم مقرر ہوئے اور تاحیات مدرسہ کی تعمیر و توسیع اور ظاہری و باطنی ترقی میں مصروف رہے، ان کی وفات کے بعد ان کے گرامی قدر صاحبزادے مولانا قاری ابوبکر صدیق سلمہ مہتمم مقرر ہوئے اور آپ نے اپنے جد امجد اور والد محترم کی حسین یادگار کو نہ صرف برقرار رکھا، بلکہ ترقی دی۔ مولانا قاضی عبداللطیفؒ جمعیت علماء اسلام جہلم کے ناظم اعلیٰ رہے، بعدازاں جب تحریک خدام اہلسنت کی بنیاد رکھی گئی تو اس میں شامل ہوگئے اور اہلسنت کے حقوق کے تحفظ کے لئے تاحیات مستعد رہے۔ اس زمانہ میں مدارس عربیہ کے تین تین دن کے تبلیغی و اصلاحی جلسے ہوتے تھے اور ہر جلسہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ سمیت کئی ایک مبلغین کو بلاتے اور لوگوں کے عقائد و اعمال کی حفاظت و تربیت فرماتے۔ الحمدللہ! ان کے جانشینوں نے یہ طرز برقرار رکھا ہوا ہے، چنانچہ راقم اور دوسرے مبلغین کے سال بھر میں کئی دورے ہوتے ہیں اور میزبانی کے فرائض مولانا ابوبکر صدیق انجام دیتے ہیں۔

میاں محمد رفیق سے ملاقات: جناب میاں محمد رفیق جمعیت علماء اسلام کے قلندر صفت راہنما ہیں۔ دینہ میں الکوثر ہوٹل میں مستقل کمرہ بک کرایا ہوا ہے۔ جہاں علماء کرام ان سے ملاقاتیں کرتے رہتے ہیں، تو ہمارے مبلغ مولانا مفتی خالد میر سلمہ نے میاں صاحب کو میرے آنے کی اطلاع دی تو میاں صاحب نے فرمایا کہ آج مغرب کے بعد ہمارے دینہ کے اہل حق کے قدیمی مرکز جامع مسجد صدیق اکبر میں درس ہوجائے اور ملاقات بھی، تو نماز عصر کے بعد ہوٹل میں پہنچے۔ ملاقات کی اور درس بعد نماز مغرب ہوا رات کا قیام و آرام جامعہ حنفیہ جہلم میں رہا۔

مدرسہ تدریس القرآن چکوال: جہلم سے سفر کرکے چکوال پہنچے، جہاں تقریباً سارا دن قیام مدرسہ تدریس القرآن میں رہا۔ مدرسہ تدریس القرآن کے بانی و مہتمم حضرت مولانا محمد عتیق مدظلہ ہیں۔ مجلس چکوال کے امیر مولانا مفتی محمد معاذ مدظلہ اسی مدرسہ کے سینئر اساتذہ میں سے ہیں۔ مدرسہ ہذا میں دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق ہوتے ہیں۔ مدرسہ ہذا چکوال میں تمام دینی تحریکوں کا مرکز ہے۔

تحریک خدام اہلسنت: تحریک خدام اہلسنت کے بانی مولانا قاضی مظہر حسینؒ خلیفہ مجاز شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ تھے۔ تحریک کا مرکز مدنی مسجد سے متصل ہے اس وقت تحریک کے امیر و قائد مولانا قاضی ظہور حسین اظہر مدظلہ ہیں، جو جہلم، چکوال اور مضافاتی اضلاع میں خاصی متحرک جماعت ہے، بڑے شہروں سے لے کر چھوٹے چھوٹے قصبات میں اس کے سالانہ اجتماعات اور کانفرنسیں منعقد ہوتی ہیں۔ اس جماعت کا مونوگرام ''خلافت راشدہ حق چار یار'' کا نعرہ مستانہ ہے اور سب سے بڑی کانفرنس ''سنی کانفرنس'' کے نام سے قاضی صاحبؒ کے آبائی علاقہ بھیں میں ہی ہوتی ہے۔ حضرت قاضی صاحبؒ کے والد محترم مولانا قاضی کرم الدین دبیرؒ تحریک ختم نبوت کے نامور مناظرین میں سے تھے، انہوں نے مرزا قادیانی کو عدالتوں میں ذلیل و رسوا کیا، آٹھ آٹھ گھنٹے مرزا قادیانی کو انگریز عدالتوں میں کھڑے ہوکر بیان اور شہادت دینے پر مجبور کیا۔ جس کی تفصیلات تازیانہ عبرت اور راقم کی کتاب ''تحریک ختم نبوت منزل بمنزل'' میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ راقم نے مولانا قاضی ظہور حسین اظہر سے درخواست کی کہ ۲۵، ۲۶ر اکتوبر کو چناب نگر کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا وقت نوٹ فرمائیں، چنانچہ قاضی صاحب نے ڈائری منگوا کر نوٹ کیا۔

دارالعلوم حنفیہ چکوال میں حاضری:

دارالعلوم حنفیہ کے بانی ملک کے نامور شیخ طریقت حضرت مولانا غلام حبیب نقشبندیؒ تھے، جنہیں خلافت و اجازت تھی حضرت مولانا خلیفہ عبدالمالک صدیقیؒ خانیوال سے۔ موصوف کی وجہ سے سلسلہ نقشبندیہ کا فیض اندرون و بیرون ملک پہنچا۔ حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ انہیں سے مجاز ہیں۔ حضرت والا کی خانقاہ کے سجادہ نشین اور مدرسہ کے مہتمم مولانا پیر عبدالرحیم نقشبندی مدظلہ ہیں۔ حضرت پیر صاحب کے تین فرزندان گرامی ہوئے، بڑے فرزند ارجمند مولانا عبدالرحمٰن قاسمیؒ تھے، جن کے فرزند ارجمند مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی زید مجدہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چکوال کے ناظم اعلیٰ ہیں۔ دوسرے فرزند ارجمند مولانا عبدالرحیم نقشبندی ہیں، جو آپ کی باقیات الصالحات کے انچارج ہیں۔ تیسرے فرزند ارجمند مولانا پیر عبدالقدوس نقشبندی مدظلہ ہیں جن کا اصلاحی تعلق اپنے والد ماجد کے خلیفہ مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ سے ہے۔ موخرالذکر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چکوال کے سرپرستوں میں سے ہیں، آپ نے دوالمیال کے سانحہ کو سنبھالنے کی بھرپور کوشش کی متاثرین میں خورد ونوش کی اشیاء کی تقسیم کے علاوہ ایک لاکھ روپے نقد تقسیم کئے۔ گزشتہ تین چار سال سے بھرپور قافلہ لے کر چناب نگر کانفرنس میں شرکت فرماتے ہیں، گفتگو طویل ہوگئی۔ میں عرض کررہا تھا کہ دارالعلوم حنفیہ میں حاضر ہوکر مولانا پیر عبدالرحیم مدظلہ کو چناب نگر کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔ موصوف سے طویل مجلس رہی۔ جماعتی اور سیاسی مسائل سے خدام ختم نبوت مستفید ہوئے۔

میانی میں ختم نبوت کانفرنس: ۱۶؍جولائی کو جامع مسجد بلال میانی ضلع چکوال میں ختم نبوت کانفرنس مولانا مفتی محمد معاذ مدظلہ کی صدارت و نقابت میں منعقد ہوئی، تلاوت کی سعادت بھون کے قاری عبدالشکور نے حاصل کی۔ نعت مولانا عبدالرؤف، قاری محمد یعقوب نے پڑھی۔ چکوال و جہلم اور آزاد کشمیر کے مبلغ مولانا مفتی خالد میر سلمہ کے خطاب کے بعد راقم کا تفصیلی خطاب ہوا۔ میانی بھونچال کلاں کے مضافات میں واقع ہے۔ راولپنڈی سے سرگودھا جاتے ہوئے ۳۶ کلومیٹر کے فاصلہ پر یہ قصبہ واقع ہے، جو سطح سمندر سے ۱۷۲۰ فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ معروف نومسلم عالم دین اور اسکالر مولانا پروفیسر غازی احمدؒ اسی قصبہ کے رہنے والے تھے۔ کرشن لعل ہندو سے غازی احمد بنے، بچپن میں اسکول کے ساتھیوں سے مذہبی مسائل پر گفتگو ہوتی رہتی۔ مسلمان طلبا انہیں علاقہ کے عالم دین مولانا عبدالرؤفؒ کے پاس لے گئے، مولانا نے ہندو بچے کو پیار کیا اور انہیں فرمایا کہ اگر آپ حق وصداقت کو قبول کرنا چاہتے ہیں تو اردو زبان میں درج کلمات کہا کریں۔ مولانا نے فرمایا کہ مسلمانوں اور ہندوؤں کا خدا ایک ہے۔ ہم مسلمان اسے اللہ کے نام سے پکارتے ہیں اور ہندو بھگوان اور پرماتما کے نام سے پکارتے ہیں، دونوں کا خالق و مالک وہی ایک ہے... اور یہ فرمایا:

’’اگر انسان رات کے وقت سونے سے پہلے ہمہ تن گوش ہوکر خلوص سے دعا مانگے: اے پروردگار عالم! میں ایک بے یار و مددگار کم فہم انسان ہوں، مجھ میں اتنی اہلیت نہیں کہ میں راہ راست کو پہچان سکوں، اگر آپ کمال عنایت سے راہ مستقیم کا انکشاف فرمادیں تو میں اس راہ کو اپنالوں گا۔ اے میرے مالک! میں اپنے آپ کو آپ کے حوالے کرتا ہوں، مولانا نے فرمایا: بیٹا! اگر آپ باقاعدگی سے اپنے رب کے حضور یہ دعا کرتے رہو گے تو رب تعالیٰ ضرور بالضرور آپ کو راہ حق کی ہدایت فرمائیں گے۔‘‘

(من الظلمات الی النور،ص:۱۴،۱۵)

پروفیسر صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میں کئی روز تک یہ کلمات کہتا رہا، تا آنکہ خواب میں، میں نے دیکھا کہ میرے کلاس فیلوج کے لئے جارہے ہیں تو میں بھی ان کے ساتھ ہولیا اور مکہ مکرمہ پہنچ گیا اور صحن کعبہ میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہوا۔ میرا تعارف کرشن لعل کے عنوان سے کرایا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیسا آنا ہوا؟ میں نے کہا: ’’اسلام قبول کرنے آیا ہوں‘‘ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خواب میں کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا۔

پروفیسر غازی احمدؒ لکھتے ہیں کہ دوسرے خواب میں، میں نے دیکھا کہ دجال مسلمان بچوں کو ماررہا ہے، جب میری باری آئی تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر میرا تحفظ فرمایا، موصوف نے ’’من الظلمات الی النور‘‘ میرا قبول اسلام میں دلچسپ داستان لکھی ہے، جو پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

غرضیکہ میانی سے چکوال آکر رات جامعۃ الحبیب میں گزاری اور صبح کی نماز کے بعد جامعہ کی مسجد میں درس دیا۔ پونے گیارہ سے ساڑھے بارہ تک جامعہ تدریس القرآن میں طلبا اور اساتذہ کرام سے ’’مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان اختلافی مسائل‘‘ کے عنوان پر بیان ہوا۔

ڈڈیال میں ختم نبوت کانفرنس: ۱۷ر جولائی مغرب سے عشاء تک ڈڈیال کی جامع مسجد بلال میں شیخ الحدیث مولانا غلام مرتضٰی مدظلہ العالی کی صدارت میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں قرب و جوار سے سینکڑوں مسلمان شریک ہوئے۔ تلاوت ونعت کے بعد مولانا مفتی محمد معاذ مدظلہ کا خطاب ہوا اور ان کے بعد تفصیلی بیان راقم کا ہوا۔ کانفرنس میں قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ کی اپیل کی گئی جسے سامعین نے ہاتھ لہرا لہرا کر شرف قبولیت سے نوازا۔

راقم کے بعد مولانا صاحبزادہ عبدالقدوس نقشبندی مدظلہ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اغراض و مقاصد بیان کئے اور درج ذیل باڈی تشکیل دی گئی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تشکیل: سرپرست: شیخ الحدیث مولانا غلام مرتضٰی، امیر: مولانا عمران معاویہ، نائب امیر: مولانا فاروق حیدر، ناظم اعلیٰ: مولانا محمد عثمان، ناظم: مولانا محمد افضال، ناظم تبلیغ: مولانا حفیظ اللہ، ناظم مالیات: چوہدری محمد طاہر، معاون خزانچی: بشیر احمد آسی۔ رات کا آرام و قیام مولانا غلام مرتضٰی مدظلہ کے ہاں رہا۔ ناشتہ کے بعد جہلم اور کھاریاں کے راستہ بھمبر آزاد کشمیر کا سفر کیا۔ اس سفر میں مولانا مفتی خالد میر کے ساتھ ساتھ مولانا محمد قاسم سیوطی بھی ہم سفر ہے۔

بھمبر آزاد کشمیر میں ختم نبوت کانفرنس: ۱۸ر جولائی مغرب کی نماز کے بعد جامع مسجد میں ختم نبوت کانفرنس پروفیسر محمد امین کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ تلاوت ونعت کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گجرات کے مبلغ مولانا محمد قاسم سیوطی اور محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔

ٹوبہ جماعت کے امیر اور مبلغ سے ملاقات: فیصل آباد سے موٹروے کے راستہ گوجرہ اور گوجرہ سے چل کر ٹوبہ مسجد بلال غلہ منڈی میں ظہر کی نماز ادا کی۔ ٹوبہ مجلس کے امیر مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی، مولانا محمد خبیب مبلغ، قاضی امتیاز احمد اور عبیداللہ لدھیانوی سے ملاقات کی۔ نماز ظہر ادا کی اور ملتان کے لئے عازم سفر ہوئے۔

صوبہ سندھ کا دس روزہ تبلیغی و تنظیمی دورہ سندھ کے دس روزہ تبلیغی و تنظیمی دورہ کا آغاز ۲۶ر جولائی کو ہوا۔ شجاع آباد سے چل کر رات کا قیام و آرام جامع مسجد نور پنو عاقل میں ہوا۔ جامع مسجد کے بانی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن اور بانی ممبر مولانا نذیر حسین الحسینیؒ اور مولانا جمال اللہ الحسینیؒ مرکزی مبلغ مجلس تھے۔ آج کل مسجد کے خطیب مولانا اظہر حسین الحسینی ہیں، نیز آپ ہی مدرسہ کے مہتمم ہیں۔ برادر مکرم شیخ عبدالغفار جماعتی فعال ورکر و عہدیدار ہیں، ہر سال پنو عاقل میں عظیم الشان کانفرنس کرتے ہیں، سن کر تشریف لائے اور کافی دیر تک مصروف گفتگو رہے۔

گمبٹ میں خطبہ جمعہ: گمبٹ نیشنل ہائی وے سے تین کلومیٹر کے فاصلہ پر دائیں طرف واقع ہے۔ رحمانیہ مسجد اہل حق کا قدیمی مرکز ہے۔ جہاں مولانا غلام محمدؒ جو غالباً دارالہدیٰ ٹھیڑھی سندھ کے فاضل تھے، چھپن سال مسجد کے خطیب رہے۔ مسجد کی عمارت میں ۱۵ سال تک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا دفتر رہا، جب بھی حاضری ہوئی خندہ پیشانی سے پیش آئے، کتابی عالم تھے، بہت سے مسائل میں اصلاح فرماتے۔ ۵ر جون ۲۰۱۰ء کو رحلت فرمائی۔ موصوف نے اپنی زندگی میں مولانا عبدالصمد کو اپنا معاون امام و خطیب مقرر فرمایا، اب موخرالذکر امام و خطیب ہیں۔

۲۷ر جولائی کے جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے رحمانیہ مسجد میں، مولانا قاضی احسان احمد نے مکی مسجد، مولانا محمد حسین ناصر نے داول غازی مسجد، مولانا تجمل حسین نے جامع مسجد خاتم النبیین گمبٹ میں دیا۔ موخرالذکر مسجد میں مجلس کا دفتر قائم ہے بلکہ مسجد بھی جماعت نے تعمیر کرائی اور مرکز نے بھی خاصا حصہ ملایا۔

دارالفیوض رانی پور: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر حکیم عبدالواحد بروہی مسجد کے بانی و مہتمم ہیں۔ ان کے حکم پر عصر کے بعد مولانا قاضی احسان احمد نے مختصر خطاب فرمایا۔

ہالانی میں ختم نبوت کانفرنس: دارالفضل ہالانی کے مہتمم مولانا ڈاکٹر سیّد نثار احمد نقشبندی ہیں۔ آنجناب کے والد محترم حضرت سیّد غلام دستگیر نقشبندیؒ، حضرت فضل علی قریشیؒ کے خلیفہ مجاز تھے۔ ان کے نام سے خانقاہ دستگیریہ بھی قائم ہے۔ مولانا سیّد نثار احمد شاہ اور آپ کے فرزند ارجمند مولانا سیّد حماد اللہ شاہ ایڈووکیٹ فاضل جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی، حضرت اقدس مولانا سیّد محمد شاہ مسکین پوری دامت برکاتہم کے خلفاء میں سے ہیں۔ ان حضرات کی نگرانی میں ۲۷ر جولائی مغرب سے رات گئے تک ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، تلاوت قرآن پاک کی سعادت قاری محمد عرفان نے حاصل کی۔ نعت رسول مقبول جناب محمد مصطفیٰ بھرٹ نے پڑھی۔ مولانا تجمل حسین، مولانا قاضی احسان احمد اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ (جاری ہے)

قادیانی اقلیت کیوں؟

مشتاق احمد قریشی

جو بھی شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا آخری نبی نہیں مانتا اور قطعی اور غیر مشروط ایمان نہیں رکھتا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ ایسا شخص مسلمان نہیں اس کے علاوہ سب کچھ ہوسکتا ہے۔ کسی انسان کے مسلم یا مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل یقین و اعتماد کے ساتھ ایمان لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی طرح کسی اور کو نبی یا پیغمبر یا کسی طرح وحی الٰہی کے نزول پر یقین رکھے جو شخص بھی کسی بھی طرح کسی بھی قسم کے نبی ہونے کا دعویٰ یا جو کوئی بھی ایسے مدعی کو کسی بھی طرح نبی یا دینی مصلح تسلیم کرے وہ آئین و قانون کی رو سے مسلمان نہیں۔

مرزا غلام احمد (یعنی احمد کا غلام، احمد اور محمد یہ دونوں ہی نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک ہیں اس نے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت کی، سرکشی کی ہے حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی بھی لاج نہیں رکھی پھر کیونکر ممکن ہے کہ اس کی جماعت کو جماعت احمدیہ کہا جائے) کے ماننے والوں کو قادیانی اس لئے کہا جاتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیان جو بھارت کے ضلع گورداس پور، مشرقی پنجاب میں ہے یہ وہاں کا پیدائشی ہے اس لئے انہیں قادیانی کہا جاتا ہے ہندوستان پر قابو رکھنے اور اپنا قبضہ مضبوط رکھنے کے لئے انگریز نے مختلف ہتھکنڈے آزمائے انگریز کو ہر دم خطرہ رہتا تھا کہ مسلمان متحد رہے تو یہ پھر کہیں پہلے کی طرح بغاوت نہ کرسکیں، اس لئے وہ مسلمانوں کو منتشر کرنے کی مختلف سازشیں کرتا رہتا تھا ان ہی سازشوں میں سے ایک سازش یہ تھی مرزا غلام احمد قادیانی نے بتدریج مسلمانوں کے عقیدہ ختم نبوت میں نقب لگانی شروع کی، شروع میں مسلمانوں کو بے وقوف بنانے کے لئے اس نے عیسائیوں، سناتن دھرم، آریہ سماج کے خلاف اپنی مہم جوئی کا آغاز ایک مناظر کی حیثیت سے کیا، اس طرح یہ شخص اپنی ہوشیاری سے مسلمانوں میں اپنی جگہ بنانے میں کامیاب ہوگیا جب اس کو مسلمانوں کی توجہ مل گئی تو اس نے گرگٹ کی طرح رنگ پہ رنگ بدلنا شروع کردیا سب سے پہلے اس نے الہامات کا دعویٰ کرنا شروع کیا، اس سلسلے میں اس نے ''براہین احمدیہ'' کی ابتدائی چار جلدیں جو اس نے 1880ء سے 1884ء کے عرصے میں تحریر کیں ان میں مرزا غلام احمد نے خود کو مجدد، مہدی موعود، مسیح موعود اور ظلی و بروزی نبی ہونے کے دعوے کیے بعد دیگرے کیے اس کے انتقال کے بعد اس کے جانشین کا جھگڑا پڑا اس کے جانشین کے طور پر مولوی محمد علی جو غلام احمد کا دست راست تھا خود کو جانشین سمجھتا تھا لیکن اس کے بجائے جماعت نے اپنا خلیفہ حکیم نورالدین کو بنادیا حکیم نورالدین کے بعد بھی مولوی محمد علی کو خلافت نہیں مل سکی اس بار مرزا غلام احمد کا بیٹا مرزا محمود گدی نشین ہوگیا تب مولوی محمد علی نے اپنی الگ جماعت یا گروپ اپنے حامیوں سے مل کر بنالیا جسے بعد میں لاہوری گروپ کے نام سے جانا جانے لگا، مرزا غلام احمد کا بیٹا جب خلیفہ بنا تو اس نے اپنے باپ کے متعلق بہت سے ایسے دعویٰ کیے جو اس سے پہلے کہیں سامنے نہیں آئے تھے اس نے یہ اعلان بھی کیا کہ جو مسلمان حضرت مسیح موعود سے بیعت نہیں وہ سب کافر ہیں اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں اس نے اپنی قادیانی جماعت کو یہ بھی حکم دیا کہ کوئی احمدی کسی غیر احمدی کو اپنی لڑکی نہیں دے گا اور یہ بھی اعلان کیا کسی بھی قادیانی کو غیر قادیانی (مسلمان) کا جنازہ پڑھنا چاہے وہ معصوم بچہ ہی کیوں نہ ہو جائز نہیں نہ جنازے میں شرکت کرنا درست ہے۔

کہنے کو تو مسلمانوں اور قادیانیوں میں صرف ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے مسئلے پر اختلاف ہے لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے بہت سے معاملات و مسائل ہیں وہ مسلمانوں سے بالکل الگ اور مختلف ہیں بعض علماء کرام کی رائے میں تو احمدی یا جماعت احمدیہ کہنا بھی درست نہیں کیونکہ ''احمد'' تو نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک نام ہے اس لحاظ سے تو خود مسلمان ہی احمدی اور محمدی ہوتے ہیں مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں کو تو قادیانی ہی کہنا کہلانا چاہیے۔

7رستمبر 1974ء کو پاکستان کے حکمران

جناب ذوالفقار علی بھٹو کی ایما پر آئین پاکستان کی بعض دفعات میں ترمیم کی گئی جس سے قادیانیوں کے دونوں گروپ ربوہ کو مرکز ماننے والے اور لاہوری گروپ کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا کیونکہ علماحق جن کے سرخیل حضرت مولانا مفتی محمودؒ اور حضرت مولانا شاہ احمد نورانیؒ تھے کی کوششوں سے یہ ترمیمات کی گئیں، شعائر اسلام کے مطابق جو شخص بھی کسی بھی طرح نبی ہونے کا دعویٰ کرے اسے ماننا یا اسے مجدد ماننے والا ہر شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور غیر مسلم اقلیت بن جاتا ہے، آئین کی دفعہ 260 کی شق نمبر 2 کے بعد اس میں ایک نئی شق کا اضافہ کیا گیا جو اس دفعہ کے مفہوم کو واضح کرتی ہے۔

جب قومی اسمبلی میں فیصلہ ہوا کہ قادیانیوں کو موقع دیا جائے کہ وہ اپنا موقف اور دلائل دینے قومی اسمبلی میں آئیں تو مرزا ناصر قادیانی سفید شلوار کرتے میں ملبوس طرے دار پگڑی باندھ کر آیا۔ متشرع سفید داڑھی، قرآن کی آیتیں بھی پڑھ رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک زبان پر لاتے تو پورے ادب کے ساتھ درود شریف بھی پڑھتے۔ مفتی محمود صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایسے میں ارکان اسمبلی کے ذہنوں کو تبدیل کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ ماہنامہ ''الحق اکوڑہ خٹک'' کے شمارہ جنوری 1975ء کے صفحہ نمبر 41 پر بیان فرماتے ہیں۔

''یہ مسئلہ بہت بڑا اور مشکل تھا''

اللہ کی شان کہ پورے ایوان کی طرف سے مفتی محمود صاحب کو ایوان کی ترجمانی کا شرف ملا اور مفتی صاحب نے راتوں کو جاگ جاگ کر مرزا غلام قادیانی کی کتابوں کا مطالعہ کیا۔ حوالے نوٹ کیے۔ سوالات ترتیب دیئے۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ مرزا طاہر قادیانی کے طویل بیان کے بعد جرح کا جب آغاز ہوا تو اسی ''الحق رسالے'' میں مفتی محمود صاحب فرماتے ہیں کہ:

''ہمارا کام پہلے ہی دن بن گیا''

اب سوالات مفتی صاحب کی طرف سے اور جوابات مرزا ناصر قادیانی کی طرف سے آپ کی خدمت میں پیش ہیں:

سوال۔ مرزا غلام احمد کے بارے میں آپ کا کیا عقیدہ ہے؟

جواب۔ وہ امتی نبی تھے۔ امتی نبی کا معنی یہ ہے کہ امت محمدیہ کا فرد جو آپ کے کامل اتباع کی وجہ سے نبوت کا مقام حاصل کر لے۔

سوال۔ اس پر وحی آتی تھی؟

جواب۔ آتی تھی۔

سوال۔ (اس میں) خطا کا کوئی احتمال؟

جواب۔ بالکل نہیں۔

سوال۔ مرزا قادیانی نے لکھا ہے جو شخص مجھ پر ایمان نہیں لاتا'' خواہ اس کو میرا نام نہ پہنچا ہو (وہ) کافر ہے، پکا کافر۔ دائرہ اسلام سے خارج ہے، اس عبارت سے تو ستر کروڑ مسلمان سب کافر ہیں؟

جواب۔ کافر تو ہیں لیکن چھوٹے کافر ہیں'' جیسا کہ امام بخاریؒ نے اپنے صحیح میں ''کفر دون کفر'' کی روایت درج کی ہے۔

سوال۔ آگے مرزا نے لکھا ہے۔ پکا کافر؟

جواب۔ اس کا مطلب ہے اپنے کفر میں پکے ہیں۔

سوال۔ آگے لکھا ہے دائرہ اسلام سے خارج ہے حالانکہ چھوٹا کفر ملت سے خارج ہونے کا سبب نہیں بنتا ہے؟

جواب۔ دراصل دائرہ اسلام کی کئی کیٹیگریاں ہیں، اگر بعض سے نکلا ہے تو بعض سے نہیں نکلا ہے۔

سوال۔ ایک جگہ اس نے لکھا ہے کہ جہنمی بھی ہیں؟

(یہاں مفتی صاحب فرماتے ہیں جب قومی اسمبلی کے ممبران نے یہ سنا تو سب کے کان کھڑے ہوگئے کہ اچھا ہم جہنمی ہیں اس سے ممبروں کو دھچکا لگا)

اس موقع پر دوسرا سوال کیا کہ مرزا قادیانی سے پہلے کوئی نبی آیا ہے جو امتی نبی ہو؟ کیا صدیق اکبرؓ یا حضرت عمر فاروقؓ امتی نبی تھے؟

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون: 32545573

جواب۔نہیں تھے۔

اس جواب پر مفتی صاحب نے کہا پھر تو مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد آپ کا ہمارا عقیدہ ایک ہو گیا بس فرق یہ ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت ختم سمجھتے ہیں۔تم مرزا غلام قادیانی کے بعد نبوت ختم سمجھتے ہو تو گویا تمہارا خاتم النبیین مرزا غلام قادیانی ہے اور ہمارے خاتم النبیین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

جواب۔ وہ فنافی الرسول تھے، یہ ان کا اپنا کمال تھا۔ وہ عین محمد ہو گئے تھے (معاذ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اس سے زیادہ گستاخی کیا ہو سکتی تھی)

سوال۔مرزا غلام قادیانی نے اپنی کتابوں کے بارے میں لکھا ہے: ’’یہ میری کتابیں جنہیں ہر مسلمان محبت ومودت سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے اور میرے دعاوی کی تصدیق کرتا ہے، مگر کنجریوں کی اولاد جن کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے، وہ مجھے قبول نہیں کرتے۔‘‘

جواب۔ بغایا کے معنی سرکشوں کے ہیں۔

سوال۔ بغایا کا لفظ قرآن پاک میں آیا ہے ’’و ما کانت امک بغیا‘‘ (سورہ مریم) ترجمہ ہے تیری ماں بدکارہ نہ تھی۔‘‘

جواب۔قرآن میں بغیا ہے۔بغایا نہیں۔

اس جواب پر مفتی صاحب نے فرمایا کہ صرف مفرد اور جمع کا فرق ہے۔نیز جامع ترمذی شریف میں اس مفہوم میں لفظ بغایا بھی مذکور ہے یعنی ’’البغایا للاتی ینکحن انفسھن بغیر بینـــہ ‘‘) پھر جوش سے کہا: میں تمہیں چیلنج کرتا ہوں کہ تم اس لفظ بینہ کا استعمال اس معنی (بدکارہ) کے علاوہ کسی دوسرے معنی میں ہرگز نہیں کر کے دکھا سکتے۔

(اور مرزا ناصر لاجواب ہوا یہاں)

13 دن کے سوال جواب کے بعد جب فیصلہ کی گھڑی آئی تو 22/اگست 1974ء کو اپوزیشن کی طرف سے 6 افراد پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی گئی جن میں مفتی محمود صاحب‘ مولانا شاہ احمد نورانی صاحب‘ پروفیسر غفور احمد صاحب‘ چوہدری ظہور الٰہی صاحب‘ مسٹر غلام فاروق صاحب‘ سردار مولا بخش سومرو صاحب اور حکومت کی طرف سے وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ صاحب تھے۔ ان کے ذمہ یہ کام لگایا گیا کہ یہ آئینی و قانونی طور پر اس کا حل نکالیں تاکہ آئین پاکستان میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان کے کفر کو درج کر دیا جائے لیکن اس موقع پر ایک اور مناظرہ منتظر تھا۔

کفر قادیانیت و لاہوری گروپ پر قومی اسمبلی میں جرح تیرہ روز تک جاری رہی۔ گیارہ دن ربوہ گروپ پر اور دو دن لاہوری گروپ پر۔ ہر روز آٹھ گھنٹے جرح ہوئی اس طویل جرح وتنقید نے قادیانیت کے بھیانک چہرے کو بے نقاب کر کے رکھ دیا۔ اس کے بعد ایک اور مناظرہ ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت سے شروع ہوا کہ آئین پاکستان میں اس مقدمہ کا ’’حاصل مغز‘‘ کیسے لکھا جائے؟ مسلسل بحث مباحثہ کے بعد 22/اگست سے 5/ستمبر 1974ء کی شام تک اس کمیٹی کے بہت سے اجلاس ہوئے مگر متفقہ حل کی صورت گری ممکن نہ ہو سکی۔ سب سے زیادہ جھگڑا دفعہ 106 میں ترمیم کے مسئلے پر ہوا۔ حکومت چاہتی تھی اس میں ترمیم نہ ہو اس دفعہ 106 کے تحت صوبائی اسمبلیوں میں غیر مسلم اقلیتوں کو نمائندگی دی گئی تھی۔ ایک سیٹ بلوچستان میں، ایک سرحد میں، دو سندھ میں اور پنجاب میں تین سیٹیں اور کل 6 اقلیتوں کے نام بھی لکھے ہیں: عیسائی، ہندو، پارسی، بدھ اور شیڈول کاسٹ یعنی اچھوت۔

مفتی محمود صاحب اور دیگر کمیٹی کے ارکان یہ چاہتے تھے کہ ان 6 کی قطار میں قادیانیوں کو بھی شامل کیا جائے تاکہ کوئی ’’شبہ‘‘ باقی نہ رہے۔ اس کے لئے بھٹو حکومت تیار نہ تھی۔ وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ نے کہا اس بات کو رہنے دو۔ مفتی محمود صاحب نے کہا جب اور اقلیتوں اور فرقوں کے نام فہرست میں شامل ہیں تو ان کا نام

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar, Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

بھی لکھ دیں۔

پیرزادہ نے جواب دیا کہ ان اقلیتوں کا خود کا مطالبہ تھا کہ ہمارا نام لکھا جائے جبکہ مرزائیوں کی یہ ڈیمانڈ نہیں ہے۔ مفتی صاحب نے کہا کہ یہ تو تمہاری تنگ نظری اور ہماری فراخ دلی کا ثبوت ہے کہ ہم ان مرزائیوں کو بغیر ان کی ڈیمانڈ کے انہیں دے رہے ہیں۔ (کمال کا جواب)

اس بحث مباحثہ کا 5/ستمبر کی شام تک کمیٹی کوئی فیصلہ ہی نہ کر سکی چنانچہ 6/ستمبر کو وزیراعظم بھٹو نے مفتی محمود سمیت پوری کمیٹی کے ارکان کو پرائم منسٹر ہاؤس بلایا لیکن یہاں بھی بحث و مباحثہ کا نتیجہ صفر نکلا۔ حکومت کی کوشش تھی کہ دفعہ 106 میں ترمیم کا مسئلہ رہنے دیا جائے۔

جب کہ مفتی محمود صاحب اور دیگر کمیٹی کے ارکان سمجھتے تھے کہ اس کے بغیر حل ادھورا رہے گا۔

بڑے بحث و مباحثہ کے بعد بھٹو صاحب نے کہا کہ میں سوچوں گا۔ عصر کے بعد قومی اسمبلی کا اجلاس شروع ہوا۔ وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ نے مفتی صاحب اور دیگر کمیٹی ارکان کو اسپیکر کے کمرے میں بلایا۔ مفتی محمود صاحب اور کمیٹی نے وہاں بھی اپنے اسی موقف کو دہرایا کہ دفعہ 106 میں دیگر اقلیتوں کے ساتھ مرزائیوں کا نام لکھا اور اس کی تصریح کی جائے اور بریکٹ میں قادیانی اور لاہوری گروپ لکھا جائے۔

پیرزادہ صاحب نے کہا کہ وہ اپنے آپ کو مرزائی نہیں کہتے، احمدی کہتے ہیں۔ مفتی محمود صاحب نے کہا کہ احمدی تو ہم ہیں۔ ہم ان کو احمدی تسلیم نہیں کرتے پھر کہا کہ چلو مرزا غلام احمد کے پیروکار لکھ دو۔ مفتی صاحب نے کہا: یوں لکھ دو قادیانی گروپ، لاہوری گروپ جو اپنے کو احمدی کہلاتے ہیں اور پھر الحمدللہ! اس پر فیصلہ ہو گیا۔

تاریخی فیصلہ:

7/ستمبر 1974ء ہمارے ملک پاکستان کی پارلیمانی تاریخ کا وہ یادگار دن تھا، جب 1953ء اور 1974ء کے شہیدانِ ختم نبوت کا خون رنگ لایا اور ہماری قومی اسمبلی نے ملی امنگوں کی ترجمانی کی اور عقیدۂ ختم نبوت کو آئینی تحفظ دے کر قادیانیوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا۔

دستور کی دفعہ 260 میں اس تاریخی شق کا اضافہ یوں ہوا ہے۔ ’’جو شخص خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط ایمان نہ رکھتا ہو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی معنی و مطلب یا کسی بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعویٰ کرنے والے کو پیغمبر یا مذہبی مصلح مانتا ہو۔ وہ آئین یا قانون کے مقاصد کے ضمن میں مسلمان نہیں۔

اور دفعہ 106 کی نئی شکل کچھ یوں بنی۔

’’بلوچستان، پنجاب، سرحد اور سندھ کے صوبوں کی صوبائی اسمبلیوں میں ایسے افراد کے لئے مخصوص نشستیں ہوں گی جو عیسائی، ہندو، سکھ، بدھ اور پارسی فرقوں اور قادیانی گروہ یا لاہوری افراد (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) یا شیڈول کاسٹس سے تعلق رکھتے ہیں (ان کی بلوچستان میں ایک، سرحد میں ایک، پنجاب میں تین اور سندھ میں دو سیٹیں ہوں گی‘‘ یہ بات اسمبلی کے ریکارڈ پر ہے کہ اس ترمیم کے حق میں 130 ووٹ آئے اور مخالفت میں ایک بھی ووٹ نہیں آیا۔ (آ جاتا اگر غامدی صاحب اس وقت موجود ہوتے) اس موقع پر اس مقدمہ کے قائد مفتی محمود رحمہ اللہ نے فرمایا:

’’اس فیصلے پر پوری قوم مبارک باد کی مستحق ہے اس پر نہ صرف پاکستان بلکہ عالم اسلام میں اطمینان کا اظہار کیا جائے گا۔ میرے خیال میں مرزائیوں کو بھی اس فیصلہ کو خوش دلی سے قبول کرنا چاہئے کیونکہ اب انہیں غیر مسلم کے جائز حقوق ملیں گے اور پھر فرمایا کہ سیاسی طور پر تو میں بھی کہہ سکتا ہوں (ملک کے) الجھے ہوئے مسائل کا حل بندوق کی گولی میں نہیں بلکہ مذاکرات کی میز پر ملتے ہیں۔‘‘

’’شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات‘‘

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء

قومی اسمبلی کا تاریخی فیصلہ

آغا شورش کاشمیریؒ

قادیانی بزرجمہر اس گمان میں تھے کہ پیپلز پارٹی کی پناہ لے کر وہ اس مقام تک پہنچ چکے ہیں کہ پاکستان میں ان کے اقتدار کا راستہ صاف ہو چکا ہے اور آئندہ انقلاب کی عنان ان کے ہاتھ میں ہوگی۔ مرزا ناصر احمد نے اپنے بیرونی رشتوں کو مضبوط کرنے کے لئے انگلستان اور افریقا کا سفر کیا اور سر ظفر اللہ کی معرفت عالمی استعمار کے ان اہلکاروں سے پخت و پز کی جو افریشیائی ممالک میں انقلاب کی نیو اٹھاتے اور مختلف قوموں کے سیاسی قویٰ کو اپنے مہروں کی وساطت سے شکار کرتے ہیں۔ مرزا صاحب کے اس سفر کا مصور کتابچہ شائع کیا گیا۔ اس کتابچہ میں نائیجیریا کی ایک مسجد کے دروازہ پر کلمہ طیبہ سے محمد الرسول اللہ بدل کر احمد رسول اللہ کندہ کیا گیا تھا۔ چٹان نے اس کی فوٹو اسٹیٹ شائع کی، تو ملک میں ایک غلغلہ پیدا ہو گیا، مرزائیوں نے اپنے روایتی کذب کی اساس پر فائدہ اٹھانا چاہا، لیکن جو چیز خود ان کی طباعت شدہ تھی، اس کی توجیہہ و تعبیر میں تو آئیں بائیں شائیں کی گئی، مگر واضح طور پر اس تصویر کی تغلیط و تردید نہ ہو سکی، ایڈیٹر چٹان کو چیف سیکرٹری نے یاد کیا، اس نے کتابچہ دیکھ کر تصدیق کی کہ چٹان کا فوٹو اسٹیٹ درست ہے اور فرمایا کہ اس چیز نے صوبہ بھر میں ایک تحریک کی صورت اختیار کر لی ہے، جس سے لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے۔

مرزا ناصر احمد اور اس کی شوریٰ کے ارکان ہوا کے گھوڑے پر سوار تھے، انہوں نے ماضی کے واقعات سے بے نیاز ہو کر اپنا کام جاری رکھا اور نجی محفلوں میں تاثر دیتے رہے کہ ملک کا انقلاب اب ان کے ہاتھوں ہوگا اور وہ ملک کی ہیئت حاکمہ ہوں گے۔ مرزا ناصر احمد نے ربوہ میں عسکری تربیت کا ڈول ڈالا اور جنگ کے تربیتی گھوڑوں کی نمائش پر انعامات کا اعلان کیا، اس غرض سے گھڑ دوڑ کی بنا ڈالی، اپنے پیروؤں سے ڈھائی کروڑ روپے طلب کئے اور اعلان کیا کہ رقم پانچ کروڑ ہو جائے گی اور یہ اس روپے کی پردہ پوشی کے لئے حیلہ تھا، جو عالمی استعمار کی معرفت ربوہ میں آرہا تھا، لیکن اس کا بڑا حصہ غیر ملکی بینکوں کی مد محفوظ میں تھا۔ مرزا ناصر احمد اور اس کے فرستادہ معتمدوں نے ملک بھر میں دام تزویر بچھا رکھا تھا، ان کے حوصلے اتنے بڑھ چکے تھے کہ ان کے فرستادہ مختلف قومی تنظیموں میں داخل ہو کر ان کی خبریں حاصل کرتے اور سیاسی تربیت پاتے تھے، اس زمانہ میں بعض سیاسی کارکنوں اور کئی ایک صحافیوں کو بالواسطہ و بلاواسطہ خرید کیا گیا، مرزائی اس حد تک بے لگام ہو چکے تھے کہ اپنی طاقت کے ہلکے ہلکے تجربے کرنے لگے، انہوں نے ۲۵ر جنوری ۱۹۷۴ء کی صبح کو چونڈہ کی ایک مسجد میں گھس کر اس کے پیش امام کو زدوکوب کیا۔

ایک قادیانی العقیدہ نوجوان رفیق احمد باجوہ تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں اسٹوڈنٹس یونین کا صدر تھا، اس کی طبیعت نے قادیانیت کی سیاہ کاریاں دیکھ کر ابا کیا تو اس کو جان بچانا مشکل ہو گیا، اس کے والد کو خلافت ربوہ کی طویل خدمات سے محروم ہونا پڑا وہ جان بچا کر اپنے گاؤں چونڈہ پہنچے تو انہیں وہاں قتل کرنے کی کوشش کی گئی، لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بال بال بچ گئے۔ ادھر علاقائی افسروں کا عالم یہ تھا کہ مرزائیت کے رسوخ کی بدولت کوئی سی کارروائی کرنے سے معذور تھے، چوہدری ظفر اللہ خان ۱۸ر جنوری ۱۹۷۴ء کو واہگہ سے چپ چاپ قادیاں گئے، وہاں ہندوستان کی حکومت کے سیاسی نمائندوں اور انٹیلی جنس بیورو کے افسر اعلیٰ سے ملاقات کی، چٹان نے اسی زمانہ میں اس کا انکشاف کیا، دوسرے کسی اخبار میں یہ خبر نہ آسکی۔ مولانا شمس الدین بلوچستان کی صوبائی اسمبلی میں ڈپٹی اسپیکر تھے، ان کی عمر ۲۹ برس تھی، اہل ربوہ نے قرآن پاک میں تحریف کی اور وہ نسخے بلوچستان میں تقسیم کئے گئے تو اس کے خلاف جولائی ۱۹۷۳ء میں زبردست تحریک چلی، بارہ روز تک فورٹ سنڈیمن اور اس سے ملحق علاقہ نظم و نسق کے اعتبار سے معطل رہا۔ تقریباً ۴۰ علماء

گرفتار کئے گئے۔ مولانا شمس الدین کو فوج کے زیر حراست میوند میں رکھا گیا۔ میر غلام قادر لسبیلہ نے ایک روایت کے مطابق آپ کو وزارتِ اعلیٰ کی پیشکش کی کہ نظم ونسق بحال کریں۔ آپ نے پیشکش کو ٹھکرا دیا اور اپنے اس مطالبہ پر قائم رہے کہ محرف قرآن کے تمام نسخے ضبط کئے جائیں اور قادیانی بلوچستان چھوڑ دیں۔ آخر صوبائی حکومت سپر انداز ہوگئی، اس نے محرف قرآن کے تمام نسخے ضبط کرلئے اور قادیانیوں کو بلوچستان چھوڑنا پڑا۔ واقعہ یہ تھا کہ مسلمانوں کی تاب نہ لاکر قادیانی خود ہی بھاگ گئے، کچھ لوگ کوئٹہ میں رہ گئے، اس دوران میں مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ مکہ مکرمہ گئے اور وہاں ردِ قادیانیت کی غرض سے قرأ صاحبان کے استاذ مقرر ہوئے جو سعودی حکومت کی طرف سے بطور مدرس افریقا کی مختلف ریاستوں میں جارہے تھے۔ ان کی مساعی جمیلہ سے سعودی عرب سے وہ تمام قادیانی بھاگ گئے جو ان کے علم میں تھے اور اسرائیل کی خدمت بجالانے پر مامور تھے۔ مرزا ناصر احمد سیاسی چالوں میں مشغول رہا، اس نے جماعت احمدیہ کی ایک مجلس مشاورت کو خطاب کرتے ہوئے اعلان کیا کہ:

"جماعت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کے فنڈ میں ۹ کروڑ ۵۹ لاکھ سے زائد کے وعدے ہوچکے ہیں، صرف انگلستان سے ڈھائی کروڑ روپے کے وعدے ہوئے ہیں، اس کے علاوہ بیرونی ممالک کی احمدی جماعتوں نے ۴ کروڑ ۱۲ لاکھ ۴۵ ہزار ۴ سو ۵۷ روپے کے وعدے کئے ہیں۔"

(الفضل ربوہ، ۳۰ مارچ ۱۹۷۴ء)

ایڈیٹر چٹان نے ہر شمارے میں قادیانی امت کے سیاسی محاسبہ کو اپنا شعار بنالیا، حتی کہ مرکزیہ مجلس اقبال کے جلسہ میں قادیانیت کے خلاف اور اقبال کی روشنی میں ایک ایسی معرکہ آرا تقریر کی جس سے قادیانی ایوانوں میں تھرتھری مچ گئی۔ مرزائی اخباروں نے ایڈیٹر چٹان کے خلاف طوفان بدتمیزی برپا کیا اور اقتدار کے خواب کی رو میں اتنی فحش وفاش گالیاں بکیں کہ ان کا ہر بول، مرزا غلام احمد کی قبر کا فاتحہ ہوگیا۔ ایڈیٹر چٹان نے ۲۸؍اپریل کو نکانہ تقریر کرتے ہوئے قادیانیت کے بارے میں تجزیاتی تقریر کی۔ اس میں کہا کہ مرزا غلام احمد برطانوی اغراض کا روحانی بیٹا تھا۔ قادیان مرزائیت کا مکہ، ربوہ اعصابی مرکز، تل ابیب تبلیغی مرکز اور واشنگٹن اس کا بینک ہے۔ مکہ مکرمہ میں ۸؍اپریل کو رابطہ عالم اسلامی کے زیر اہتمام دنیا بھر کی ایک سو سے زائد اسلامی تنظیموں کا ایک مشترکہ اجلاس ہوا۔ اس میں قادیانیت کو ملت اسلامیہ سے خارج قرار دیا گیا اور اس سے متعلق دوٹوک قرارداد منظور کی گئی کہ اس کا وجود برطانوی استعمار کا پروردہ ہے۔ اس نے مسلمانوں کے اجتماعی مفاد سے ہمیشہ غداری کی ہے۔ اس کے معابد ومراکز کی تعمیر اسلام دشمن طاقتیں کرتی ہیں۔ اس جماعت کے پیرو نہ صرف یہ کہ محرف قرآن مجید شائع کرتے ہیں بلکہ عرب ریاستوں میں اسرائیل کے ایجنٹ ہیں۔ اس مؤتمر میں فیصلہ کیا گیا کہ اس جماعت کا ہر میدان میں مکمل بائیکاٹ کیا جائے، انہیں اہم سرکاری عہدوں سے الگ کردیا جائے اور ان سے وہی سلوک کیا جائے جو دوسرے باطل فرقوں سے کیا جاتا ہے۔ ایک سوالیہ جملہ تمام مندوبین کی زبان پر تھا کہ جب پاکستان نے اسرائیل کو تسلیم نہیں کیا تو حیفہ میں قادیانی مشن کیا معنی رکھتا ہے؟

مرزا ناصر احمد مسلمانوں میں ہیجان و اضطراب کے باوجود اپنی مہرہ بازی میں مشغول تھا، کبھی اس کے فرستادہ، ملک کی سیاسی تحریکوں اور تنظیموں میں شامل ہوکر ترپ کھیلنا چاہتے اور کبھی مسلمانوں کی مدافعت ومزاحمت یا جوش وجواب کو پرکھنے کے لئے مختلف تجربے کرتے، جب انہوں نے محسوس کیا کہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کی معرفت ملک کے اسلامی ذہن کو حسب منشاء قتل نہیں کراسکے اور نہ سیاسی اصطلاح کے مطابق دایاں بازو پر جھاڑو پھری ہے بلکہ منبر ومحراب کی دینی فضا جو ان کی محاسب قوت ہے، پہلے سے کہیں تیز ہورہی ہے، حتی کہ اوقاف کی مساجد میں بھی ان کے خلاف وعظ ہوتے ہیں تو وہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف ہوگئے، جیسا کہ اس سے پہلے عرض کیا خلیفہ ربوہ کی صدارت میں چند سبکدوش مرزائی جرنیلوں نے جمع ہوکر وزیر اعظم بھٹو کے قتل کی سازش کی۔ ان کے علاوہ بعض دوسرے لوگوں کو بھی قتل کرنے یا کرانے کا منصوبہ تیار کیا گیا، لیکن یہ سب چیزیں مولانا تاج محمود ایڈیٹر لولاک لائل پور کے مصدقہ ذرائع سے عوام تک پہنچتی رہیں۔ چٹان نے ان تمام عزائم کو اس شدومد سے عوام کے سامنے رکھا کہ ربوہ حیران رہ گیا کہ اس کے اسرار دروں پردہ تمام احتیاطوں کے باوجود چٹان اور لولاک تک کیونکر پہنچتے ہیں۔ کئی ایک قادیانی اسی شبہ میں ربوہ سے نکال دیئے گئے، لیکن ناصر احمد اندر خانہ اس غلط فہمی میں تھا کہ اس کی جماعت آئندہ پاکستان کی حکمران طاقت ہوگی۔ اس نے لاہور میں اپنی جماعت کو ہدایت دے کر وائی ایم سی اے ہال لاہور میں سیرۃ النبی پر ایک

جلسہ کروایا، اس کا صدر ایوبی دور کے ایڈووکیٹ جنرل راجہ سیّد اکبر کو بنایا۔ راجہ صاحب ایڈیٹر چٹان کے مقدمہ میں خصوصی شہرت حاصل کر چکے تھے۔ اس جلسہ سے قادیانیوں کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان مزاحم ہوں تو ان سے معرکہ رچالیا جائے۔ اس غرض سے تمام قادیانی اپنے غنڈوں سمیت مسلح ہوکر آئے.... لیکن قادیانی محاسبہ کمیٹی نے ان تمام نوجوانوں کو سختی سے روک دیا جو سیرۃ النبی کی آڑ میں قادیانیت کی اس نمائش کو ناپسند کرتے اور راجہ سیّد اکبر کی صدارت سے بیزار تھے۔ مرزائیت کا یہ جلسہ صحرائی بوندا باندی کی طرح گزر گیا۔ مرزائیوں نے اپنی شرارتوں کو اس حد تک طول دیا کہ ملک غلام مصطفیٰ کھر کی وزارت عظمیٰ سے سبکدوشی کو بھی مرزا ناصر احمد کا ''معجزہ'' گردانتے رہے، معلوم نہ ہوسکا کہ ان سے ناراضی کا سبب کیا تھا، ملک غلام مصطفیٰ کھر وزارت عظمیٰ سے الگ ہوکر کوٹ لکھپت کی طرف مزدوروں کے ایک مظاہرہ میں گئے تو راجہ منور احمد ایم پی اے نے اپنی سرکاری حیثیت سے فائدہ اٹھا کر مرزائی نوجوانوں سے ان پر حملہ کرایا اور بُری سے بُری زبان استعمال کی۔

مرزائیوں نے ایک بڑا حوصلہ یہ کیا کہ ملک غلام مصطفیٰ کھر ایک دوست کے ہاں شادی میں لائل پور گئے تو ان کے خلاف وہاں ہنگامہ برپا کرایا اور ہنگامہ کرنے والے تقریباً سبھی نوجوان قادیانی تھے۔ ان نوجوانوں نے کھر صاحب کی موٹر پر پتھراؤ کیا۔ غرض ربوہ کی منصوبہ بندی کا خلاصہ یہ تھا کہ مختلف تجربوں کی ترازو میں تول کر مسلمانوں کا وزن معلوم کرلیا جائے کہ اب ان کی طاقت کیا ہے؟ اور وہ کس حد تک مزاحمت و مدافعت کرسکتے ہیں۔ اسی کا حصہ ربوہ ریلوے اسٹیشن پر ۲۹؍مئی کا سانحہ تھا۔ مرزا ناصر احمد کی شہ پر نشتر میڈیکل کالج ملتان کے لگ بھگ ایک سو طلبا کو مرزائی غنڈوں نے اس بُری طرح زدوکوب کیا کہ ڈیڑھ درجن طلبا ہلکان ہوگئے اور جب گاڑی مرزا غلام احمد قادیانی کے بزدلوں کی مشق ناز کے بعد لائل پر پہنچی تو غم و غصہ کی ایک طوفانی لہر دوڑ گئی، دیکھتے آنکھوں شہر سے دس ہزار افراد پلیٹ فارم پر جمع ہوگئے۔ ڈپٹی کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ پولیس بھی بھاری جمعیت کے ساتھ آگئے، انہوں نے نہایت تدبر و فراست سے صورت حالات پر قابو پالیا، ورنہ عوام کے جذبات آتش کدہ کے شعلوں کی طرح کھول رہے تھے۔ اس واقعہ کی تفصیلات یہ ہیں کہ ۲۲؍مئی کو نشتر میڈکل کالج ملتان کے ایک سو طلبا سیاحت کی غرض سے پشاور جارہے تھے، تو ربوہ اسٹیشن پر انہوں نے ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگائے۔ ان طلبا میں ایک دو طلبا قادیانی تھے، انہوں نے ربوہ کے حسب ہدایت مخبت وپز کی اور واپسی پر ان طلبا کی پٹائی کا فیصلہ کیا گیا، چنانچہ جب ۲۹؍مئی کو چناب ایکسپریس پشاور سے چلی تو ربوہ کے اوباش تیار ہوگئے اور گاڑی کی آمد سے پہلے تقریباً پانچ ہزار افراد، لاٹھیوں، کلہاڑیوں، ہاکیوں، خنجروں، تلواروں اور پستولوں سے مسلح ہوکر پلیٹ فارم پر جمع ہوگئے، جب گاڑی ربوہ سے پہلے نشتر آباد کے اسٹیشن پر پہنچی تو اس کے قادیانی العقیدہ اسٹیشن ماسٹر نے ربوہ کے ہم عقیدہ اسٹیشن ماسٹر کو طلبا کی بوگی کا نشان دیا اور تیاری کو مستعد کرنے کے لئے گاڑی کی روانگی میں تاخیر کی، پھر جب گاڑی ربوہ اسٹیشن پر پہنچی تو ان ہزار ہا افراد نے طلبا کی بوگی پر حملہ کردیا، طلبا نے وحشیانہ ہجوم کو دیکھ کر بوگی کے دروازے بند اور کھڑکیاں مقفل کرلیں، لیکن مرزائی درندوں نے دروازے اور کھڑکیاں توڑ ڈالیں، اندر گھس گئے اور تمام طلبا کو بُری طرح زدوکوب کیا۔ ۳۰ طلبا سخت زخمی ہوئے، نشتر میڈیکل کالج یونین کے صدر ارباب عالم کو اس بُری طرح پیٹا کہ وہ بے ہوش ہوگئے۔ ربوہ کے اسٹیشن ماسٹر نے سگنل ہونے کے باوجود گاڑی کو چلنے نہ دیا، وہ قادیانی غنڈوں کی حوصلہ افزائی کرتا رہا۔ نوائے وقت کے نامہ نگار کی روایت کے مطابق پچاس ساٹھ قادیانی سرگودھا سے سوار ہوئے کہ اس کارِ خیر میں حصہ لیں اور طلبا کی نشاندہی کریں۔ ان حملہ آوروں میں تعلیم الاسلام کالج کے طلبا، بعض اساتذہ، اکثر دکاندار اور کئی ایک قصرِ خلافت کے معتمدین تھے، انہوں نے طلبا کی پٹائی کے علاوہ ان کا سامان چھین لیا اور مالِ غنیمت گردان کرلے گئے۔ دلچسپ پہلو یہ تھا کہ مرزائی اپنے ساتھ بازاری فطرت کی تین چار سو عورتیں بھی لائے تھے، جو طلبا کی پٹائی پر تالیاں پیٹتیں اور رقص کرتی رہیں، جب گاڑی لائل پور پہنچی تو ایک طوفان برپا ہوگیا۔ مسلمانوں کا خون کھول رہا تھا۔ مولانا تاج محمودؒ یکا یکی اسٹیشن پر پہنچ گئے۔ عوام کو صبر و تحمل کی تلقین کی اور طلبا کو یقین دلایا کہ جو ضربیں ان کے جسم پر لگی ہیں، وہ مرزائیت کے تابوت میں آخری میخ ثابت ہوں گی اور اب اس واقعہ کو کسی صورت نظر انداز نہیں کیا جائے، بلکہ ربوہ کے شعبدہ بازوں کو کیفر کردار تک پہنچا کے دم لیں گے، اسی وقت مولانا تاج محمود اور مولانا فضل رسول نے ایڈیٹر چٹان کو فون پر حالات سے مطلع کیا، ایڈیٹر چٹان نے اگلی صبح لاہور کے مقتدر علماء اور سیاسی زعماء کا اپنے دفتر

میں اجلاس بلوایا۔ اس بھرپور اجلاس میں دھواں دھار تقریریں ہوئیں اوراس امر کا فیصلہ کیا گیا کہ دو روز میں سرکردہ علماء کو بلاکر طے کیا جائے کہ آئندہ اقدام کیا ہو؟ اور مرزائیت کو اس کے حقیقی مقام پر کیونکر پہنچایا جاسکتا ہے۔ لائل پور کے علماء و زعماء اور مقامی انتظامیہ (ڈپٹی کمشنر اور پولیس سپرنٹنڈنٹ) نے عوام کے مشتعل جذبات کو ٹھنڈا کیا۔ چناب ایکسپریس زخمی طلبا کو لے کر ملتان روانہ ہوگئی۔ وہاں مجروحین کو ہسپتال میں داخل کیا گیا، اپنے ساتھی طلبا کو دیکھ کر دوسرے طلبا کو سخت غصہ آیا، انہوں نے قادیانی طلبا کو نرغہ میں لے کر طارق ہوسٹل اور ایبے سینیا ہوٹل سے ان کا سامان باہر نکال کر آگ لگادی، پھر مبشر میڈیکل ہال اور شبستان ہوٹل پر حملہ کردیا اور کچھ نقصان پہنچایا، لیکن پولیس نے دونوں اداروں کو بچالیا۔ اگلے روز (۳۰ رمئی) کو سانحہ ربوہ کی خبر اخبارات کے ذریعہ ملک میں پھیل گئی تو ہر جگہ مرزائیت کے خلاف لہر پیدا ہوگئی اور قدیم مطالبہ میں گونج پیدا ہونے لگی کہ مرزائی مسلمانوں کا حصہ نہیں، انہیں خارج از اسلام قرار دے کر علیحدہ اقلیت قرار دیا جائے۔ راقم نے ۳۱ رمئی سے ۶ ر ستمبر تک جب مرزائیت کو نیشنل اسمبلی نے اسلام سے خارج قرار دے کر علیحدہ اقلیت قرار دیا، اس تحریک کے متعلق تاریخ وار ایک اشاریہ مرتب کیا تھا جس سے واقعات کی رفتار کے علاوہ عوام کے جذبات کا اندازہ ہوسکتا ہے کہ مسلمانوں نے اس جدوجہد میں کیونکر کامیابی حاصل کی اور مرزائیوں کے جماعتی وجود کا تعین کیونکر ہوا، تمام روزنامچہ من وعن درج ذیل ہے:

۳۱ رمئی: تمام صوبے میں ۳۰ رمئی کو ربوہ کے واقعہ پر زبردست مظاہرے ہوئے، اکثر شہروں میں مکمل ہڑتال ہوئی، کئی جگہ قادیانیوں کے متعدد مکانوں اور دکانوں کو نذر آتش کیا گیا۔ پولیس نے اکثر جگہ لاٹھی چارج کیا، آنسو گیس پھینکی اور بعض جگہ فائرنگ کی، جس سے کئی افراد زخمی ہوگئے۔ بعض شہروں میں اکثر مظاہرین گرفتار کئے گئے، ہر جگہ ربوہ کو کھلا شہر اور مرزائیوں کو علیحدہ اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا گیا۔ حکومت سے کہا گیا کہ اس سانحہ کی عدالت عالیہ کے کسی جج سے تحقیقات کرائی جائے۔ سرگودھا میں تمام کاروبار بند رہا تاجر، طلبا، مزدور اور شہری سڑکوں پر نکل آئے، مرزائیوں کی دکانوں پر پتھراؤ کیا گیا۔ انہوں نے اپنی دکانوں سے ہجوم پر فائرنگ کی، بعض طلبا کو پکڑ کر حبس بے جا میں رکھا، زدوکوب کیا اور شدید زخمی کردیا، ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن کے وکلاء نے سانحہ ربوہ کے خلاف زبردست احتجاجی جلوس نکالا۔ جس کی قیادت بار کے صدر چوہدری محمد اکبر چیمہ ایڈووکیٹ نے کی۔ قاری عبدالسمیع، رانا ظہور احمد، مفتی محمد طفیل گوندی اور دوسرے راہنماؤں نے مختلف احتجاجی اجتماعات سے خطاب کیا اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ سانحہ ربوہ کے تمام مجرموں کو گرفتار کرے اور قرار واقعی سزا دلوائے، ورنہ حالات کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔ پولیس نے ربوہ کے اسٹیشن پر حملہ کرنے والے ستر قادیانیوں کو گرفتار کرکے سرگودھا جیل میں بھیج دیا۔ جن پانچ افراد نے سرگودھا میں مظاہرین پر فائرنگ کی، انہیں سٹی پولیس نے زیر دفعہ ۳۰۷ معہ اسلحہ گرفتار کرلیا۔ تمام شہر میں سخت اضطراب پایا جاتا ہے۔ راولپنڈی شہر کے تمام بازار اور منڈیاں بند رہیں۔ کل صدر کے دکاندار بھی احتجاجی ہڑتال کررہے ہیں، شاہراہ پہلوی پر قادیانیوں کی نور مسجد اور ان کے دارالمطالعہ پر تقریباً ڈیڑھ سو لڑکوں نے دھاوا بول دیا، اس کے لٹریچر اور فرنیچر کو آگ لگادی، لائل پور میں مکمل ہڑتال رہی، ایک زبردست ہجوم نے کئی ایک ٹکڑیوں میں بٹ کر مرزائیوں کی دکانوں کا سامان نذر آتش کردیا، تمام کالجوں، اسکولوں اور زرعی یونیورسٹی کے طلبا نے کلاسوں کا بائیکاٹ کیا، ہجوم نے مرزائیوں کی بعض بڑی بڑی دکانوں کو جلادیا، اکثر جگہ پولیس سے ٹکراؤ ہوا، بعض دکانیں مظاہرین نے لوٹ لیں، تمام شہر میں سیکورٹی پولیس اور ڈسٹرکٹ پولیس گشت کرتی رہی۔ مظاہرین اپنے احتجاج واقدام میں مستعدو مشتعل رہے۔ ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن نے عدالتوں کا بائیکاٹ کرنے اور احتجاجی جلوس نکالنے کا فیصلہ کیا، تمام سیاسی، دینی اور قومی جماعتوں نے مرزائیوں کو مسلمانوں سے الگ کئے جانے کا مطالبہ دُہرایا اور حکومت پر زور دیا کہ انہیں خارج از اسلام قرار دینے کا دیرینہ مطالبہ فوری طور پر قبول کرے، تمام جماعتوں کا ایک مشترکہ اجلاس کچہری بازار کی جامع مسجد میں منعقد ہوا۔ مفتی زین العابدین، مولانا تاج محمود، مولانا طفیل احمد ضیاء، چوہدری صفدر علی رضوی اور ملک احمد سعید اعوان نے سانحہ ربوہ پر زبردست تقریریں کیں اور مرزائیوں سے متعلق مسلمانوں کے متفقہ فیصلہ پر صاد کیا۔ اس کے بعد ایک زبردست جلوس نکالا گیا، جو حبیب بینک کی بڑی بلڈنگ کے سامنے پُرامن طور پر ختم ہوگیا۔ پولیس نے مظاہرہ کرنے کی بنا پر چالیس افراد کو حراست میں لے لیا جن میں زیادہ تر طلبا ہیں۔ مرزائیوں

کی بہت بڑی تعداد بھاگ کر ربوہ چلی گئی ہے۔ ضلع کے تمام بڑے قصبوں مثلاً ٹوبہ ٹیک سنگھ، گوجرہ، کمالیہ، سمندری، جڑانوالہ، چک جھمرہ وغیرہ میں زبردست احتجاجی مظاہرے ہوئے۔ مرزائی کی دکانوں کے تجارتی سامان کو نقصان پہنچایا گیا، گوجرہ میں چوہان میڈیکل اسٹور، رفیق میڈیکل اسٹور، سگریٹوں کی ایک ایجنسی اور کپڑے کی ایک دکان کو جلا دیا گیا، شہر میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کی گئی، لیکن مظاہرین نے اپنا احتجاج جاری رکھا، جناح کالونی لائل پور میں مرزائیوں کی دو کوٹھیوں کو آگ لگادی گئی۔ پولیس نے اب تک پچاسی افراد کو گرفتار کیا ہے اور کئی جگہ اشک آور گیس چھوڑ کر لاٹھی چارج کر چکی ہے۔ چک جھمرہ میں زبردست مظاہرے کیے گئے۔ اس کی نواحی بستیوں میں بھی احتجاج کا زور بندھا رہا، اکثر جگہ مرزائیوں کی دکانوں اور مکانوں کا سامان لوٹ کر راکھ کر دیا گیا۔ مقامی مرزائی جماعت کے امیر کا جنرل اسٹور لوٹ کر آگ لگادی گئی۔ یہ آگ اتنی پھیلی کہ لائل پور سے فائر بریگیڈ نے پہنچ کر قابو پایا لیکن اس وقت تک پورا اسٹور اور دکان جل چکے تھے، ہجوم کو اس قدر غصہ تھا کہ مرزائیوں کے گھروں اور دکان کے دروازے، کھڑکیاں اور چھتیں تک اکھاڑ کر نذر آتش کر دیں۔ علاقہ کے بجلی گھر، کا ایس ڈی او مرزائی تھا۔ اس کے گھر پر حملہ کیا اور سامان نکال کر آگ لگادی۔ جڑانوالہ میں مکمل ہڑتال کی گئی، مطالبات کا اعادہ کیا گیا، رحیم یار خان میں مکمل ہڑتال رہی اور ایک زبردست جلوس نکالا گیا۔ جھنگ میں جمعیت العلمائے اسلام کے زیر اہتمام احتجاجی جلوس نکالا گیا۔ سارا شہر بند رہا۔ سلانوالی میں مظاہرے ہوئے، حتیٰ کہ طالبات نے بھی جلوس نکالا، تمام قصبے نے ہڑتال کی۔ خانیوال میں نوجوانوں اور طالب علموں نے زبردست مظاہرہ کیا اور بلاک نمبرا میں واقع احمدیہ لائبریری کو آگ لگادی۔ ایک مرزائی عورت نے ہجوم پر فائرنگ کی۔ عوام نے پتھراؤ کیا، پولیس نے حالات کو بگڑنے سے بچالیا۔ شہر میں ہڑتال رہی، سیکورٹی پولیس کے مسلح دستے گشت کر رہے ہیں، کئی ایک نوجوانوں کے علاوہ طالب علم رہنما طارق جاوید کو گرفتار کرلیا گیا، کمالیہ میں دو میل لمبا جلوس نکلا اور پُرامن مظاہروں کے بعد منتشر ہوگیا۔ ساہیوال میں بارہ بجے دوپہر سے مکمل ہڑتال ہے، تمام تنظیموں کے اجلاس میں مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے اور سانحہ ربوہ کی تحقیقات کرنے کا مطالبہ کیا گیا، چنیوٹ میں زبردست جلوس نکالا گیا... شاہ میڈیکوز کے قادیانی العقیدہ مالک کے مکان کی چھت سے جلوس پر شدید خشت باری کی گئی، جس سے ہجوم بے قابو ہوگیا اور شہر میں مرزائیوں کو تمام دکانوں کو شاہ میڈیکوز سمیت نذر آتش کر دیا، ایک قادیانی العقیدہ دندان ساز کے مکان سے جلوس پر اندھا دھند فائرنگ کی گئی، جس سے متعدد طلبا زخمی ہوگئے، تین کی حالت نازک بیان کی جاتی ہے۔ شہر میں مکمل ہڑتال ہے جو کل بھی جاری رہے گی۔ گجرات میں ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن اور مختلف دینی رہنماؤں نے زبردست ردعمل کا اظہار کیا، کئی ایک جلوس نکالے گئے اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اس سلسلے میں مسلمانوں کے مطالبات کو بلا تاخیر منظور کرے۔ ملتان میں انتظامیہ نے کالج کے ہوسٹل بند کرادیئے اور طلبا کو فوری طور پر گھروں میں چلے جانے کا حکم دیا ہے۔ تمام شہر میں ڈسٹرکٹ پولیس کے ہمراہ سیکورٹی پولیس گشت کر رہی ہے۔ پولیس نے چھ طالب علم لیڈروں کے علاوہ کئی ایک افراد کو دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی اور ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت گرفتار کیا ہے۔ شہر میں ایک بجے دن سے مکمل ہڑتال ہے۔ ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن نے ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے اور سانحہ ربوہ کے حقیقی مجرموں پر مقدمے قائم کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔

پنجاب آسمبلی میں حزبِ اختلاف کے ارکان نے سانحہ ربوہ کے پیش نظر حکومت سے مطالبہ کیا کہ مرزائیوں کو فوراً اقلیت قرار دیا جائے، انہیں کلیدی آسامیوں سے سبکدوش کردیا جائے اور ربوہ اسٹیشن کے سانحہ کی تحقیقات اعلیٰ سطح پر ہو، مجرموں کو عبرت ناک سزا دی جائے۔ اس بحث میں چودہ ارکان نے حصہ لیا۔ علامہ رحمت اللہ ارشد اپوزیشن لیڈر نے نہایت شاندار الفاظ میں مرزائیت کا تجزیہ کیا۔ سیّد تابش الوری نے معرکہ آرا تقریر کی۔ ملک خداداد بندیال نے پُرجوش خیالات کا اظہار کیا، حاجی محمد سیف اللہ نے مسلمانوں کے جذبات کی نمائندگی کی۔ مخدوم زادہ حسن محمود نے بھی تائیدی تقریر کی۔ حافظ علی اسد اللہ نے اقرار کیا کہ مرزائی پاکستان میں بھی اسرائیل قائم کرنا چاہتے ہیں۔ میاں خورشید انور، چوہدری امان اللہ، خانزادہ خان محمد وغیرہم نے اپوزیشن کے دوسرے لیڈروں کی ہم نوائی میں تحریک ہائے التوا کی تائید کی، لیکن اسپیکر نے یہ کہہ کر اجازت نہ دی کہ مسئلہ عدالت میں پیش کردیا گیا ہے۔ اس پر حزب اختلاف کے ارکان نے کھڑے ہو کر ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگائے۔ (جاری ہے)

تاجدار ختم نبوت زندہ باد
فرمائے یہ ہادی لانبی بعدی
اسلام زندہ باد
8 آٹھویں سالانہ
عظیم الشان
بتاریخ
یکم ستمبر 2018 بروز ہفتہ بعد نماز عشاء
ان شاء اللہ
بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے
دفاعِ ختم نبوت کانفرنس
بسلسلہ 7 ستمبر یوم ختم نبوت
بمقام: بالمقابل جامع مسجد قبا نزد بدر چوک اورنگی ٹاؤن سیکٹر کراچی
حضرت مولانا شاہین ختم نبوت مناظر اسلام
اللہ وسایا صاحب مدظلہ
(ملتان)
مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
مجاہد ختم نبوت
حضرت مولانا مفتی
محمد شہاب الدین پوپلزئی صاحب مدظلہ
(پشاور)
مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
تلاوت
استاذ القراء حضرت
قاری نذیر احمد مالکی صاحب مدظلہ
(کراچی)
حضرت مولانا
قاضی احسان احمد صاحب مدظلہ
(کراچی)
مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان
نعت رسول
حضرت مولانا
شاہد عمران عارفی صاحب
(ساہیوال)
حضرت مولانا
عبدالحی مطمئن صاحب مدظلہ
مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی
مشہور و معروف ثناء خوان رسول
حافظ حضرت مولانا
اشفاق احمد صاحب مدظلہ
حضرت مولانا
محمد شعیب کمال صاحب مدظلہ
نگران عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع غربی
زیر اہتمام
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حلقہ اورنگی ٹاؤن
برائے رابطہ:
0334-0304730
0334-3947670
پشاوری پرنٹرز کراچی
Email: peshawari371@gmail.com

7 ستمبر 1974ء

یوم تجدید عہد

نیشنل اسمبلی آف پاکستان کا جرأت مندانہ فیصلہ:

قادیانی دائرۂ اسلام سے خارج ہیں

قادیانیوں کے بارے میں فیصلہ پوری قوم کا فیصلہ ہے: سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم

7 ستمبر کو امت مسلمہ کی 90 سالہ محنت رنگ لائی، گلشن محمدی میں بہار آئی، قادیانیت کے ظلمت کدہ میں مزید خزاں چھائی،
قادیانی رسوا ہوئے، سرطان کی طرح امت مسلمہ سے کاٹ کر الگ کر دیئے گئے،
ایسے کیوں نہ ہوتا، اس لئے کہ ختم نبوت اللہ تعالیٰ کا قانون ہے، ختم نبوت امت مسلمہ کی وحدت کا راز ہے،
ختم نبوت قرآن کریم کی روح ہے، ختم نبوت محمد رسول اللہ ﷺ کی آبرو ہے، ختم نبوت اسلام کی اساس ہے،

آئیے! آج ایک مرتبہ پھر عہد کرتے ہیں کہ

ہم اللہ کے قانون، محمد رسول اللہ ﷺ کی عزت و آبرو، اسلام کی اساس اور قرآن کریم
کی روح عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کرنے میں کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

اس عقیدے کے تحفظ کیلئے ہم بارگاہ الٰہی میں اپنے الفاظ کا نذرانہ، اپنے لہو کا تحفہ،
اپنی زندگی کی بہاریں پیش کر کے سرخرو ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ان تمام عاشقانِ مصطفیٰ پر رحمت کی بارش نازل فرمائے، جنہوں نے اس میدان میں اپنا کردار ادا کیا۔